بارہ امام

بزبانِ

خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ صفدر رضا قادری

فاطمیہ پبلیکیشنز



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارہ امام

بزبانِ

خیر الانامؑ

مرتبہ:

علامہ صفدر رضا قادری

فاطمیہ پبلیکیشنز
جی ٹی روڈ علی چک لالہ موسیٰ

نام کتاب: بارہ امام بزبانِ خیرالانام

مرتبہ : علامہ صفدر رضا قادری

ناشر : فاطمیہ پبلیکیشنز

کمپوزر : نیو آئیڈیا 5 گرافکس لالہ موسیٰ

باراول : اکتوبر 2012ء

تعداد : 1100

ہدیہ : -/200

ملنے کا پتہ:

☆فاطمیہ اسلامک سینٹر جی ٹی روڈ علی چک

☆چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد

☆ مکتبہ جمال، حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ کشمیر کیمپنگ گراؤنڈ لالہ موسیٰ

☆ جامعہ عثمانیہ شہانہ لوک منڈی بہاؤالدین

☆ مکتبہ شاہ اویس نورانی، جادہ جہلم

☆اسلامی کتب خانہ لالہ موسیٰ

☆شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین

☆ مکتبہ دربار کھڑی شریف (آزاد کشمیر)

☆نور بک ڈپو، علامہ اقبال روڈ میر پور

انتساب

محسنِ اسلام، کفیل مصطفیٰ، جانثارِ شافع روزِ جزا

حضرت ابو طالبؑ

کے

نام

جن کی پناہ کو خالقِ کائنات نے اپنی پناہ کہا۔ جن کی انتھک
مساعی جمیلہ کو سرورِ کونین کبھی نہیں بھولے۔
اور جن کی یاد سے مازاغ البصر کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

مریدِ آلِ محمد

صفدر رضا قادری

صدائے عشق

لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَه
اَلْمُصْطفیٰ وَالْمُرتَضیٰ وَابْنَهُمَا وَالْفَاطِمَه

مَابَعْدَهُمْ مِنْ نَسْلِهِمْ قَدْجَاءَ نِیْ مِنْ قَبْلِهِمْ
اَلْعَابِدُ وَالْبَاقِرُ وَالصَّادِقُ وَالْکَاظِمَا

ثُمَّ الرَّضِیْ ثُمَّ التَّقِیْ ثُمَّ النَّقِی ثُمَّ عَسْکَرِیْ
ثُمَّ مَهْدِیْ هَادِیاً حَضْرَةُ اِمَامِ الْخَاطِمَةَ

فہرست

ابتدائیہ

جب بھی کوئی قوم حق کا اتباع ترک کر دیتی ہے۔اور اپنی پسند ناپسند کو دین بنا لیتی ہے۔تو ذلت اور عذاب اُسکا مقدر بن جاتا ہے۔جیسا کہ اُمم سابقہ کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اگر تم بیت المقدس کے اُس دروازہ سے جو حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کی عبادت گاہ تھا سے جھک کر اور زبان سے "حِطَّۃٌ" پڑھتے ہوئے گزرو گے۔تو میں تمہاری خطائیں معاف کردوں گا۔قوم بنی اسرائیل کا ایک طبقہ جو حق کا پیروکار تھا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اُسکے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اُس دروازہ سے جُھک کر اور حِطَّۃٌ کہتے ہوئے گزر گیا۔لیکن دوسرا طبقہ جو سرکش تھا۔اُنہوں نے فیصلہ کیا۔کہ ہم اُس دروازہ سے جھک کر نہیں بلکہ اکڑ کر گزریں گے۔اور بجائے حِطَّۃٌ کہنے کے اُس میں تحریف کر کے حِنطۃٌ کہتے ہوئے گزریں گے۔وہ طبقہ سرکشی اور تحریف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنا۔ستر ہزار پر مشتمل افراد زمین پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر صفحہ ہستی سے مِٹ گئے۔جس دروازے سے گزرنے کا حکم تھا۔اُس کا نام "بابِ حِطَّۃٌ" تھا۔

ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ

الکریم کی ذاتِ بابرکت کو بابِ حِطّہ سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ علی بابِ حِطّہ کی مانند ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا۔ وہ مومن ہے اور جو اس سے خارج ہو گیا۔ وہ کافر ہو گیا۔

اور اِسی طرح دوسری حدیث میں آپؑ کو بابِ **مدینۃ العلم** قرار دیا گیا۔ بابِ **مدینۃ العلم** کی ذات سے گیارہ باب کا ظہور ہوا۔ جیسا کہ لفظِ بابُھا کو ابجد کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو "بَابُھَا" کے عدد گیارہ بنتے ہیں اور مولا علیؑ سمیت یہ بارہ دروازے بنتے ہیں۔ جن کا تعلق اہلبیت سے ہے۔ از روئے قرآن و حدیث اہلبیت کی محبت کو ایمان اور اِن کے بُغض کو نفاق قرار دیا گیا۔

لیکن افسوس اُمت مسلمہ پر ایک ایسا بھیانک اور تاریکی کا دور آیا۔ جس میں اِنہی زواتِ مقدسہ سے دین لینا ایک نا قابل معافی جرم بن گیا۔ بقول امام سیوطیؒ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اُنکی اولاد پر ستر ہزار دس منبروں پر سب وشتم گیا گیا۔ دینی احکامات میں تحریف کی گئی۔ وضعی اور من گھڑت احادیث کو فروغ دیا گیا۔ حتیٰ کہ محققین کا کہنا ہے۔ کہ لفظ "آل" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے وقت بنواُمیہ اور عباسیہ کے غلبہ کی وجہ سے ترک کر دیا گیا۔ محدثین کو منع کر دیا گیا۔ کہ جب نبیؐ پر صلوۃ بھیجیں تو صرف

صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر صلوۃ بھیجیں۔آل کا ذکر نہ کریں۔

آلِ پیغمبرؑ کے خلاف سازشوں کے جال بچھا دیے گئے۔اھلبیتؑ کے ساتھ وفاداری اور محبت عقیدت کا اظہار کرنے والوں کو مختلف صدمات اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔اُن پر تشدد کیا جاتا یا موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا۔۵۱ ھجری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عابد و زاہد صحابی حضرت حجر بن عدیؓ اپنے سات ساتھیوں سمیت حق بات کی وجہ سے گرفتار کر لئے گئے۔اور اُن کو دمشق کی حکومت کے سپرد کر دیا گیا۔اور دمشق حکومت نے اُنکے قتل کا حکم جاری کیا۔جلادوں نے اُنکے سامنے جو بات پیش کی۔وہ یہ تھی کہ اگر تم علیؑ سے برات کا اظہار کرو۔اور اُن پر سبّ و شتم کرو۔تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔حضرت حجر بن عدیؓ نے کہا۔میں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا۔جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے۔آخر کار اُن کو شہید کر دیا گیا۔

محدّث جلیل امام احمد بن شعیب نسائی کو فضائلِ علی لکھنے کی وجہ سے دمشق میں بڑے تشدد کے ساتھ مار دیا گیا۔

عامر شعبی جو عراق کے بہت بڑے محدّث اور بنی مروان کے قاضی تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے اہل بیتِ رسولؐ سے جو پایا ہے۔وہ یہ ہے کہ اگر ہم اِن سے محبت کرتے ہیں۔تو قتل ہوتے ہیں اور اگر اِن سے دشمنی رکھتے ہیں۔

تو جہنمی ہوتے ہیں۔ (امام جعفر صادقؑ ۲۳۲)

اس سیاہ دور میں محدثین اور مورخین اموی اور عباسی حکمرانوں کے خوف کی وجہ سے اہل بیتؑ اطہار کی شان میں روایات بیان کرنے سے گھبراتے تھے۔۔۔۔۔۔ یہ طبقہ اصحابِ رسولؐ کے ساتھ بھی مخلص نہ تھا۔۔ اُن کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے۔۔۔۔۔ غرض کہ اِن کو نہ دین سے کوئی غرض تھی۔۔۔۔۔ اور نہ ہی آلِ واصحابؓ سے کوئی تعلق تھا۔ اگر کوئی غرض تھی۔۔۔۔۔ تو وہ صرف اپنے تخت وحکومت سے۔۔۔۔۔ یہ خارجیت اور ناصبیت کا وائرس اُمت میں پھیل گیا۔ جس کے اثرات آج تک ختم نہیں ہوئے۔۔۔۔۔ آج بھی آپ کو یہ جراثیم اپنے اردگرد نظر آئیں گے۔۔۔۔۔ اِن بدبختوں کے سامنے جب ذکرِ اہلبیتؑ کیا جائے۔۔۔۔۔ تو اِن کے سینے کی ہڈی پھول جاتی ہے۔۔۔۔۔ چہرے بگڑ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اور کسی نہ کسی صورت میں اپنی خباثتِ باطنی۔ اور بغضِ اہلبیتؑ کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ کبھی نعرہ حیدری کی مخالفت۔۔۔۔۔ اور کبھی اہلبیتؑ کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کہنا ناجائز۔۔۔۔۔ اور کبھی کُھلے بندوں فضائل اہلبیتؑ کا انکار کر دیتے ہیں۔۔

رکھتا ہے دل میں بُغض جو آلِ رسولؐ سے

ایسے فقیہِ شہر کی تعظیم چھوڑ دو

جو شہر و بابِ علم سے رکھتی ہے دُور دُور

اُس درسگاہِ کُفر کی تعلیم چھوڑ دو

علامہ ابنِ حجر مکی کی کتاب صواعقِ محرقہ میں ہے۔ کہ امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ سیدِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ اَبْغَضَ اَهْلَ الْبیتِ فَهُوَ مُنافِقٌ

یعنی اہلبیتِ رسول علیہ السلام سے بُغض رکھنے والا منافق ہے۔

اور اِسطرح علامہ محبّ طبری کی روایت نقل فرماتے ہیں۔

لَا یُحِبُّنَا اَهْلَ الْبَیتِ اِلَّا مُؤمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبغِضُنَا اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ

ہم اہل بیتؑ سے مومن اور متّقی محبت رکھتے ہیں۔ منافق اور شقی ہم سے بُغض رکھتے ہیں۔

''المشرف الموبد لالِ محمدؐ'' میں ہے کہ ابن عدی اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسولِ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ عِتْرَتِیْ وَلَا نصارَ فَهُوَ لِاَ حَدِ ثَلَاث

جو شخص میری اولاد عترت اور میرے مدگاروں (انصار) کو نہیں پہنچانتا یعنی تعظیم و تکریم نہیں کرتا۔ تو اس کی تین میں سے کوئی ایک وجہ ضرور ہو گی۔

اِمَّا مُنَافِقٌ　　یا تو وہ منافق ہوگا

اِمَّا لِزَانِیَۃٍ　　یا وہ حرام زادہ ہوگا

وَاِمَّا لِغَیْرِ طُھْرٍ یَعْنِیْ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ عَلٰی غَیْرِ طُھْرٍ

یا جب اُس کی ماں اس سے حاملہ ہوئی ہوگی۔ تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۹۲)

زیرِ نظر تصنیف کی وجہ بھی گندگی کے وہ ڈھیر ہیں۔ جن کی وجہ سے فضا میں تعفن بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

ہمارے علاقہ کے ایک سیّد زادے نے ایک نام نہاد پروفیسر صاحب کو تحریری سوالنامہ دیا کہ کیا آئمہ اہل بیتؑ کی امامت کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے یا نہیں۔

تو پروفیسر صاحب نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ امامت کی مختلف اقسام ہیں جیسے صَرف کے امام۔ نحو کے امام۔ منطق کے امام اور فقہ کے امام جیسے آئمہ اربعہ۔ لیکن اِن بارہ اماموں یعنی آئمہ اہل بیتؑ کا کہیں کوئی اشارۃً کنایۃً ذکر نہیں ملتا۔ اس وجہ سے اس تحریر کی ضرورت پیش آئی۔ کہ قرآن

وسنت اورا کابرین اہلسنت کے اقوال کی روشنی میں آئمہ اھل البیتؑ کا ذکر قارئین کے سامنے پیش کیا جائے۔

بارگاہ ایزدی میں ملتمس ہوں۔ کہ میری اس تحریر کو میرے لئے آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بحرمتِ سید المرسلین

مُرید آلِ محمدؐ

صفدر رضا قادری

بارہ کی نسبت

بارہ کا عدد اپنے اندر بہت سارے اسرار رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے۔جب ہم قرآن مجید میں غور وفکر کرتے ہیں۔تو ہمیں بارہ کا عدد مختلف نسبتوں سے دکھائی دیتا ہے۔انسانی زندگی اور اُس میں ہونے والے حالات وواقعات پیدائش سے لیکر موت تک بارہ مہینوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔اوراسی طرح نظامِ شمسی کے تحت سارا نظام چل رہا ہے۔اور یہ نظام بارہ برجوں کے ساتھ وابستہ ہے۔اگر بارہ کے عدد میں حکمت نہ ہوتی۔یا بارہ کا عدد خالق کائنات کو پسند نہ ہوتا۔تو کائنات کا نظام بارہ سے مقید نہ کیا جاتا۔اب ہم بارہ عدد کی نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔تاکہ قارئین پر حکمت الٰہی واسرار الٰہی منکشف ہوں۔

مہینے بارہ ہیں

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا (سورہ توبہ)

بے شک اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔

نقیب بارہ ہیں

وَبَعَثْنَا مِنهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیباً (سورہ مائدہ)

اور مقرر کیے ہم نے اِن میں بارہ سردار۔

اسباط بارہ ہیں

وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا (سورہ اعراف)

اورہم نے بنی اسرائیل کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جماعت مقرر کردی۔

چشمے بارہ ہیں

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا (سورہ بقرہ)

پس اُس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑیں گے۔

بُرج بارہ ہیں

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُجِ

قسم ہے آسمان کی جس میں (بارہ) بُرج ہیں۔(سورہ بُروج)

یاایھاالمزمّل کے حروف بارہ ہیں

یاایھاالمدثر کے حروف بارہ ہیں

یاایھاالرسول کے حروف بارہ ہیں

رحمۃ اللعلمین کے حروف بارہ ہیں

شفیع المذنبین کے حروف بارہ ہیں

خاتم المرسلین کے حروف بارہ ہیں

راحت العاشقین کے حروف بارہ ہیں

انیس الغریبین کے حروف بارہ ہیں

لامکاں کے مکین کے حروف بارہ ہیں

حامل قرآن مبین کے حروف بارہ ہیں

کالی کملی والے کے حروف بارہ ہیں

نوری چہرے والے کے حروف بارہ ہیں

مالک کون ومکان کے حروف بارہ ہیں

حاضروناظر رسولؐ کے حروف بارہ ہیں

محمد رسول مکرم کے حروف بارہ ہیں

محمد رسول معظم کے حروف بارہ ہیں

شمس الضحیٰ محمدؐ کے حروف بارہ ہیں

صدر العلیٰ محمدؐ کے حروف بارہ ہیں

کہف الوریٰ محمدؐ کے حروف بارہ ہیں

مکین گنبدی خضریٰ کے حروف بارہ ہیں

غیب دان کائنات کے حروف بارہ ہیں

جشن میلاد رسولؐ	کے	حروف بارہ ہیں
محفل نعت مصطفیؐ	کے	حروف بارہ ہیں
جشن ولادت رسولؐ	کے	حروف بارہ ہیں
لا الٰہ الا اللہ	کے	حروف بارہ ہیں
محمد رسول اللہ	کے	حروف بارہ ہیں
مودۃ فی القربیٰ	کے	حروف بارہ ہیں
یطہرکم تطہیرا	کے	حروف بارہ ہیں
صراط المستقیم	کے	حروف بارہ ہیں
شاہ ولایت پناہ	کے	حروف بارہ ہیں
امیر المومنین	کے	حروف بارہ ہیں
علی بن ابی طالب	کے	حروف بارہ ہیں
قاتل المارقین	کے	حروف بارہ ہیں
امام الواصلین	کے	حروف بارہ ہیں
قاتل القاسطین	کے	حروف بارہ ہیں
ابوالرحانتین	کے	حروف بارہ ہیں
امام برحق حسین	کے	حروف بارہ ہیں

امام عابد سجادؑ	کے	حروف بارہ ہیں
امام جعفر صادقؑ	کے	حروف بارہ ہیں
امام موسیٰ کاظمؑ	کے	حروف بارہ ہیں
رضا علیہ اسلام	کے	حروف بارہ ہیں
تقی علیہ السلام	کے	حروف بارہ ہیں
نقی علیہ السلام	کے	حروف بارہ ہیں
امام حسن عسکریؑ	کے	حروف بارہ ہیں
امام محمد مہدیؑ	کے	حروف بارہ ہیں

بارھویں کے چاند سا مجرا ہے سجدہ نور کا

بارہ برجوں سے جھکا اِک اِک ستارہ نور کا (فاضل بریلویؒ)

اقطابِ ولایت

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تحریر فرماتے ہیں۔

لانَّ عَلِیًّا وَّالآئمۃَ مِنْ اَوْلَادِہٖ کَانُوْ اَقْطَابًا لِلکَمَالَاتِ الْوَلَایۃِ[1]

حضرت علیؑ اور اُنکی اولاد سے گیارہ امام کمالاتِ ولایت کے اقطاب ہیں۔

قُطب بارہ ہیں۔ اور اِن بارہ میں ایک سردار ہے۔ سردار کو قُطبُ الاقطاب

---

[1] تفسیر مظہری ص ۳۲۰

یا قُطبِ مدار کہتے ہیں۔ا

قُطب کا معنیٰ: قطب اُس میخ کو کہتے ہیں۔جو چکی کے درمیان میں ہوتا ہے۔جس طرح چکی کے پاٹ کا مدار وہ میخ یا کیل ہوتا ہے۔اِسی طرح کائنات کا وجود قطب کے ذریعہ سے قائم رہتا ہے۔ اگر قطب نہ ہو۔تو کائنات کا نظام و انتظام تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔قُطب کو حروف مقطعات کا علم ہوتا ہے۔

اوتاد: اوتاد کا لفظ جمع ہے۔اور اِس کی واحد ''وتد'' ہے۔وتد کے معنی میخ کے ہوتے ہیں۔اِس منصب اور عہدہ کے حاملین آہنی میخ کی طرح اپنے مقام پر جمے رہتے ہیں۔جس طرح پہاڑ ایک جگہ پر رہتے ہیں۔اور اِن کی تعداد چار ہوتی ہیں ۲

ابدال: ابدال کو ابدال اِس لئے کہتے ہیں۔کہ اِن میں سے جب کوئی اپنی جگہ سے ہٹتا ہے۔تو دوسرا اُسکی جگہ پر اُسی شکل و صورت کا قائم ہوجاتا ہے۔اور ابدال کی تعداد چالیس رہتی ہے۔

۱،۲ بحر المعانی مکتوب نمبر ۱۴ محمد بن جعفر مکیؒ

نبوت یا ولایت

شیخ احمد سرہندی تحریر فرماتے ہیں۔

وصول اِلی اللہ۔ کے دو ہی طریق ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں۔

طریقُ النبوۃ: پہلا رستہ نبوت ہے اس طریق کے واصلین انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اُنکے خاتم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

طریقُ الولایۃ: دوسرا رستہ ولایت ہے۔ اس طریق کے واصل ہونے والے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور تمام اولیا ہیں۔ اور اس طریق کا سرچشمہ مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اور مولائے کائنات کے اِس منصب اور عہدہ میں سیدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا، امام حسنؑ اور امام حسینؑ اُنکے شریکِ حال ہیں۔

منصبِ ولایت

فَوَّضَ هٰذَا الْمَنْصَبُ الْعَالِیُ اِلَی الْحَسْنَیْنِ وَبَعْدَهُمَا اِلَی الْاَئِمَّةِ الْاِثْنَا عَشَرَ عَلَی التَّرْتِیْب [1]

مولائے کائنات علی بن ابی طالب نے اپنے بعد یہ منصبِ عالی حضرت امام

---

[1] ماخوذ مکتوباتِ مجدّدیہ ج ۳ مکتوب ۱۲۳

حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کوتفویض فرمایا۔اوراُن کے بعد یہ ولایت کا منصب ترتیب وار بارہ امام کے سپرد ہوا۔

فیضانِ ولایتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔جب خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خلافت حضرت علیؑ کی ذاتِ گرامی تک پہنچی۔تواس شجرہ علم ولایت سے درخت طوبیٰ کی مانند بے شمار شاخیں پھوٹیں جن کے کمالات ہر جانب سایہ فگن ہوئے اور ساری دنیا حضرت علیؑ کے نور جمال ولایت سے روشن ہوگئی، بالخصوص رسول اللہ کی اولاد پاک نے بحکم وراثت حقیقی اور مناسبت ذاتی ولایت کا پورا پورا حصہ اور فیض حاصل کیا۔اور اپنی عصمت ذاتی کی بناپر ولایتِ معنوی کا عَلَم بلند کرتے ہوئے۔ظاہری حکومت دوسرے لوگوں کے لیے چھوڑ دی۔خاندان نبوتؐ سے نورِولایت نہ تو کبھی منقطع ہوا نہ ہوگا۔اور نہ ہی آسمانِ ولایت اِن قطبوں کے بغیر کسی اور چیز پر قائم رہ سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اِن کو بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنادیا۔حتی کہ شیخ محی الدینؒ مجدددین ہوگئے۔اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرت شیخؒ میں اور ہی قسم کا جمال وکمال ہے اور حضرت شیخ کا جمال دراصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جمال اوران

کا کمال در حقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔

ظاہر از اہل بیت نور نبی ہمچو در ماہ نور خورشید است

از ازل تا ابد بود ظاہر ذاتکہ ایں نور نورِ جاوید است (اخبار الاخیار)

اہلبیتؑ میں نبی کریم کا نور جلوہ گر ہے جس طرح چاند میں آفتاب کا نور رہوتا ہے ازل سے ابد تک اس کا ظہور ہے۔ کیونکہ یہ نور نورِ جاودانی ہے۔

کائنات کے تمام اولیاء نورِ ولایت میں آئمہ اہل بیت کے محتاج ہیں۔ چاہے وہ اپنے وقت کے قطب، ابدال اور غوث ہی کیوں نہ ہوں۔ لہذا مشرق سے مغرب تک اِن کی ولایت و امامت ثابت ہے۔ اسی مفہوم کو حضرت خواجہ فریدالدین عطارؒ نے یوں بیاں فرمایا۔

از مشرق تا بہ مغرب گر امام است

علی و یازدہ پسرش تمام است (تفضیل امیرالمومنینؑ)

کہ مشرق سے لیکر مغرب تک اگر کوئی امام ہے تو وہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ اور اُنکے گیارہ فرزند ہیں۔ جن کو کائنات کی امامت حاصل ہے۔

اوصیاءِ رسولؐ

حضرت ابانہ بن ربیعہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ النَّبِیِّینَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْوَصِیِّینَ وَاِنَّ اَوْصِیَائِیْ بَعْدِیْ اثْنَا عَشَرَ اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ وَآخِرُهُمُ الْقَائِمُ الْمَهْدِی [1]

میں انبیاء کا سردار ہوں۔ اور علی اوصیاء کا سردار ہے اور میرے بعد بارہ اوصیاء ہونگے اِن میں سے پہلا علیؑ ہے اور آخری قائم المھدیؑ ہے۔

بارہ نام

حضرت شیخ محمد صالح ترمذی کشفیؒ حضرت جابرؓ کی روایت نقل کرتے ہیں

از جابر بن عبداللہ انصاری مرویست کہ گفت بخدمتِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رفتم۔ ور دست مبارکش لوحی دیدم۔ کہ درآں اسماء اوصیاء برقوم بود۔ شمردم دوازدہ اسم بود۔ آخرایں دوازدہ وصی قائم است۔ از فرزندانِ فاطمہ سہ کس از آئمہ اثنا عشر محمد دارند۔ وسہ از ایشاں مسمّی بعلی اند [2]

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو میں نے اُن کے دستِ مبارک میں ایک لوح دیکھی جس میں اوصیاء کے نام لکھے ہوئے تھے۔ میں نے ناموں کو شمار کیا تو وہ بارہ نام تھے۔ اُن بارہ اوصیاء کا آخری مہدی قائمؑ ہے

---

[1] مودۃ القربیٰ ابن شہاب الدین فی المودۃ العاشر [2] مناقبِ مرتضوی ص ۲۵

اولادِ فاطمہؑ سے اِن بارہ میں سے تین کے نام محمدؑ تھے۔ اور تین کے نام علیؑ تھے۔

تین محمدؑ۔۔ تین علیؑ

مذکورہ بالا روایت میں ''تین محمدؑ'' کا اشارہ۔ سیّدنا امام محمد باقرؑ، سیّدنا امام محمد تقیؑ اور سیّدنا امام محمد مہدیؑ کی طرف ہے۔ اور ''تین علیؑ'' کا اشارہ۔ سیّدنا علی المرتضیٰؑ، سیّدنا امام علی رضاؑ اور سیّدنا امام علی نقیؑ کی طرف ہے۔

وصی کا مفہوم

وصی اُسکو کہتے ہیں۔ جس کو وصیت کی جائے۔ جس سے کسی کام کا عہد لیا جائے۔ کسی بھی نبیؑ کا وصی نہایت قابلِ اعتماد اور وفا شعار ہوتا ہے۔ دنیا جہاں کے لوگ عہد سے پھر جائیں۔ لیکن وصی کسی حالت میں بھی عہد سے بے وفائی نہیں کرتا۔ وصی نبیؑ کے بعد اُن تعلیمات کا محافظ اور پابند ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پیغمبر پر نازل ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ تعلیمات بغیر کسی ملاوٹ کے اپنی اصلی شکل وصورت میں محفوظ رہ سکیں۔ اور اسی طرح وصی اُسی نبیؑ کی اہلبیت سے ہوتا ہے۔ اور نبیؑ کی ذرّیت وخاندان کا سربراہ کار ہوتا ہے۔

وصایت کی اہمیت

وصایت کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ہر نبیؑ نے اپنا وصی مقرر کیا۔ اور کوئی نبیؑ بغیر وصی کے تعیّن کے اس دارِفانی سے نہیں گیا۔ جیسا کہ حضرت ابن بریدہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَاِنَّ عَلِیًّا وَصِیِّی وَوَارِثِی[1]

ہر نبیؑ کا وصی اور وارث ہے اور بیشک علیؑ میرا وصی اور وارث ہے۔

وصایت کا یہ قانون جناب آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو اپنا وصی مقرر کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سامؑ کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت آصف بن برخیا کو اپنا وصی مقرر فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشعؑ بن نون کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت شمعون کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔

اور اسی طرح ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔

---

1. فردوس الاخبار ج ۳ ص ۳۸۲

آئمہ اہل بیت کی تمثیل

حضرت سعید ابن جبیرؒ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا۔

اے علیؑ میں حکمت کا شہر ہوں۔ اور تم اسکے دروازہ ہو۔

اور شہر میں دروازہ کے ذریعہ سے داخل ہوا جاتا ہے۔ اور وہ جھوٹا ہے۔ جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور تم سے بغض رکھتا ہے۔ کیونکہ تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں تیرا گوشت میرے گوشت سے۔ تیرا خون میرے خون سے اور تیری روح میری رُوح سے ہے۔ تیرا باطن میرے باطن سے اور تیرا ظاہر میرے ظاہر سے ہے۔ تو میری اُمت کا امام اور میرا وصی ہے۔ جس نے نافرمانی کی وہ بدبخت ہے۔ وہ نفع میں رہا جس نے تمہارے ساتھ دوستی کی۔ اور تم سے دشمنی رکھنے والا گھاٹے میں رہا۔ اور جو تیرے ساتھ رہا۔ وہ کامیاب ہوا اور جو تجھ سے علیٰحدہ ہوگیا۔ وہ تباہ ہوگیا۔

وَمَثُلُکَ وَمَثَلُ اْلآ ئمَۃِ مِنْ وُّ لَدِکَ مِثْلُ سَفِیْنَۃِ نُوحٍ مَنْ رَکَبَھَانَجا وَمَنْ تَخفَ عَنھَا ھَلَکَ وَمَثَلُکُمْ مِثْلُ النُّجوم کُلَّھَا

فَاُبَ نَجُمُ طَلَعَ نَجُمُ اِلٰی یَوُمِ القَیَامَۃَ [۱]

اے علی تیری اور تیری اولاد سے اماموں کی مثال کشتیِ نوح کی مانند ہے۔ جو اس میں سوار ہوگیا۔ وہ نجات پا گیا اور جو ہٹ گیا۔ وہ ہلاک ہوگیا۔ اور تمہاری اولاد کے اماموں کی مثال ستاروں جیسی ہے۔ جب ایک ستارہ غروب ہوگا۔ تو دوسرا طلوع ہوجائے گا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

مثال کی توضیح

مندرجہ بالا حدیث میں۔ نبی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آئمہ اہل بیت کی مثال دو چیزوں سے دی۔

(۱) سفینۂ نوح علیہ السلام

(۲) نجوم۔ ستارے

عربی قاعدہ ہے۔ کہ اعراب کی تبدیلی سے معانی بدل جاتے ہیں۔ اگر دو ہم جنس چیزوں کی مثال بیان کرنی ہو۔ تو وہاں لفظ "مِثل" استعمال کیا جاتا ہے اور اگر ایسی دو چیزیں جو جنساً تو ایک جیسی نہ ہوں۔ لیکن صفت اور کام ایک جیسا ہو۔ وہاں لفظ "مَثل" استعمال کیا جاتا ہے۔ آئمہ اہل بیت کی مثال کشتی

---

[۱] القول الجلی ص ۷۳

نوح علیہ السلام کی مانند ہے۔ چونکہ سفینہ نوح علیہ السلام اور آئمہ اہلبیت جنساً ایک جیسے نہیں۔لیکن کام اور صفت میں ایک جیسے ہیں۔اس لیے لفظ ''مَثَل'' استعمال کیا گیا۔

کشتی نوحؑ اُمت نوح کے لیے ذریعہ نجات بنی۔اِسی طرح اہل بیت اُمتِ مصطفیٰؐ کیلئے ذریعہ نجات بنے۔جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

مَنْ رَکِبَھَا نَجا. جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا۔کشتی نوح سے انحراف اور رُوگردانی غرق ہونے کا سبب بنا اس طرح اہل بیت سے انحراف اور گردانی صرف غرق ہونے کا سبب نہیں بلکہ غرق ہونے کے بعد اُسکی ہلاکت یقینی ہے۔جیسا کہ حدیثِ رسولؐ سے ثابت ہے۔

وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ وَھَلَکَ

جس نے اس سے روگردانی کی وہ غرق ہوا اور ہلاک ہوا۔

کشتی نوح کے ذریعہ سے لوگ غرق ہونے سے محفوظ رہے۔

آئمہ اہلبیت کے ذریعہ سے اُمت ضلالت و گمراہی سے محفوظ رہی۔دوسری تشبیہ میں۔آئمہ اہل بیت کو نجوم سے مثال دی۔نجوم نجم کی جمع ہے۔نجم کے معنی ہے۔تابندہ ستارہ۔یعنی چمکتا ہوا ستارہ جس طرح آسماں کے ستارے طلوع سے لیکر غروب ہونے تک ایک مقرّر رفتار اور معیّن راستے پر چلتے

ہیں۔اسطرح آئمہ اہل بیتؑ نے اپنی زندگیاں قرآن وسنت کے معیّن کردہ راستوں پر گزاریں۔جس طرح آسمان کے ستارے اِدھراُدھر ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔اسطرح آئمہ اہل بیتؑ ،اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسولؐ کی تعلیمات سے کبھی نہیں ہٹے۔جسطرح ستارے اپنی روشنی سے دنیا کی رہنمائی کرتے ہیں۔اسطرح آئمہ اہل بیت نے ہمیشہ اُمت کی رہبری ورہنمائی کی۔

جس طرح لق ودق صحرا میں لوگ ستاروں سے اپنی منزل اور سمت کا تعین کرتے ہیں۔اسطرح سالکان سیر وسلوک آئمہ اہل بیتؑ کے ذریعہ سے اپنی اصل منزل پا لیتے ہیں۔جس طرح ستارے تاریکی اور اندھیرے کو ختم کر دیتے ہیں۔اور فضا میں اِک حُسن پیدا کرتے ہیں۔اِسی طرح آئمہ اہل بیتؑ نے قرآن وسنت کی تعلیمات۔اور اپنی سیرت وکردار سے گمراہی کی تاریکی اور اندھیرے کو ختم کیا اور نورِ ولایت سے اِس کائنات کو حُسن بخشا۔

عالم ظہور نور کمال محمد است آدم مثال حُسن جمال محمد است

از آفتاب روز قیامت چہ غم عود آں را کہ در پناہ ظلال محمد است

اے غرقہ گناہ ز طوفان غم مترس کشتی نوح عصمت آل محمد است

ترجمہ: تمام عالم نورِ کمال محمدی کا مظہر ہے۔آدم حُسن وجمال محمدی کا نمونہ ہے۔اس شخص کو جو سایہ محمدی کی پناہ میں ہو۔قیامت کے اندر آفتاب کا کیا غم

ہوگا۔اے غریق گناہ۔طوفانِ غم سے نہ ڈر کیونکہ عصمتِ آلِ محمدؑ تیرے لئے کشتی نوح ثابت ہوگی۔

بارہ حُجّتیں

صحابی رسولؐ حضرت سلیمان فارسیؓ سے روایت ہے

دَخَلْتُ عَلَی النبیؐ. فَاذِا الحُسَینُ عَلیٰ فَخرَیْہِ وَھُوَیُقَبِّلُ عَینَیہِ وَیُقَبِّلُ فَاہُ وَیَقُولُ اَنْتَ سَیِّدُ بْنُ سَیِّدٍ اَخُوسَیِّدٍوَاَنْتَ اِمَامُ ابنُ الاَمامِ اَخُواَمِامٍ وَاَنْتَ حُجَّةُ ابْنُ حَجَّةٍ اَخُوحُجَّةُ وَاَنْتَ اَبُوحَجَجٍ تِسْعَةٌ تَا سِعُهُمْ قَائِمُهُمْ [1]

میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔تو دیکھا حسین ابن علی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زانوں مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔آپؐ کبھی حسینؑ کی آنکھیں چُومتے ہیں۔اور کبھی مُنہ چومتے ہیں۔اور فرماتے ہیں۔تم لوگوں کے سردار ہو،سردار کے بیٹے ہو،سردار کے بھائی ہو،اورتم امام ہو،امام کے بیٹے ہو،امام کے بھائی ہو،تم حُجّت ہو،حُجّت کے بیٹے ہو،حُجّت کے بھائی ہو،اورتم نو حُجّوں کے باپ ہو،اُن میں سے نواں قائم ہے۔

---

[1] ینابیع المودة ج ۳ ص ۱۵۵ للقندوزی

نوحُجّتیں

نوحجّتوں سے مراد۔ سیّدنا امام حسینؑ کی اولاد کے نو امام ہیں۔ یعنی امام زین العابدینؑ ، امام محمد باقرؑ ، امام جعفر صادقؑ ، امام موسیٰ کاظمؑ ، امام علی رضاؑ ، امام محمد تقیؑ ، امام علی نقیؑ ، امام حسن عسکریؑ ، امام محمد مہدیؑ۔

حُجّت کا معنی

علامہ ابن منظور ''لسان العرب'' میں حُجّت کے معنی لکھتے ہیں۔

الحُجّة......مَادُوفِعَ بِهِ الخصْمُ

حُجّت کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ دشمن کو ہٹایا جائے یا دفع کیا جائے، مزید لکھتے ہیں۔

اَلْحُجَّةُ......الوُجُهُ اَلّذِی یَکُوْنُ بِهِ الْظفر عِنْدَا الْخصومَةِ

حُجّت ایسی وجہ کو کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ لڑائی جھگڑے کے وقت کامیابی حاصل کی جائے۔

حجت برہان اور دلیل کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ آئمہ اہلبیت وہ عظیم ترین ہستیاں ہیں۔ جو نبی کریمؐ کی صداقت کی دلیل اور کمالات نبوتؐ کی برہان ہیں۔ ہر دور میں انہوں نے اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کر کے دین اسلام کو تاراج ہونے سے بچایا۔ اور اپنی سیرت و کردار سے منافقوں کے خبث

باطن کو اُمت پر عیاں کرنے کیلئے اُس پردہ کو چاک کیا۔ جس پردے کی اوٹ میں انہوں نے اپنے آپ کو چُھپا رکھا تھا۔ تاکہ اُمت اُن کی دغا وفریب اور شر سے محفوظ رہ سکے ۔اور دین اسلام بغیر کسی ملاوٹ اور خیانت کے اپنی اصلی شکل وصورت پر قائم رہ سکے۔ اِسی راہنمائی میں وہ دین کے برحق امام اور حجت قرار پائے اور اِس سلسلۃ الذہب سے وابستگان افراد نے اُن کی اتباع میں دشمنانِ دین کے شر سے دینِ اسلام کو محفوظ رکھا۔

قائم کے معانی

اکثر احادیث مقدسہ میں سیّدنا امام مہدی علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ لفظ قائم وارد ہوا ہے۔ جس کے لغت میں متعدد معانی تحریر ہیں۔ جن میں چند یہ ہیں۔

قائم:۔ قیام کرنے والا

اس معنی میں سیّدنا امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کے قیام کے معنی پائے جاتے ہیں۔

قائم:۔ پائیدار

اس معنی میں سیدنا امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کی مضبوطی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

قائم :۔ مقرر کیا ہوا۔

اس معنی میں سیّدنا امام محمد مہدیؑ کی خلافت کی تقرری کا اشارہ ہے۔

کہ انہیں لوگ خلیفہ نہیں بنائیں گے۔ بلکہ اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ ہونگے۔

قائم :۔ نگہبان، رکھوالا۔

اسم معنی میں اشارہ ہے کہ سید نا محمد مہدیؑ اپنے جدّ کی اُمت کے

رکھوالے۔ اور دین خدا کے نگہبان ہیں۔

قائم :۔ خبر گیری کرنے والا۔

اس معنی میں اشارہ ہے کہ سیّدنا امام مہدیؑ اس امت کی خبر گیری

کرنے والے ہیں۔

قائم :۔ حق کو ظاہر کرنے والا۔

اس معنی میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ سیّدنا امام مہدیؑ منکرات اور

بدعات کو ختم کر کے۔ حق کو ظاہر اور نافذ فرمائیں گے۔

شیخ فریدالدین عطّار اور امام مہدیؑ

حضرت شیخ فریدالدّین عطار نیشاپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

سیّدنا امام مہدیؑ کے حضور یوں عقیدت و حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

صد ہزاراں اولیاء درزمین　　ازخدا خواہند مہدی رایقین

یاالٰہی مہدیم ازغیب آر　　تاجہاں عدل کردو آشکار

اس زمین میں لاکھوں ہزاروں اولیاء کرام محوِ استراحت ہیں جو امام مہدیؑ کا خدا کی طرف سے آنے پر یقین رکھتے ہیں۔اے میرے اللہ ہمارے مہدیؑ کوغیب سے بھیج تاکہ وہ اس دنیا میں عدل وانصاف کو ظاہر فرمائیں۔

مہدی ہادی تاج اتقیا　　بہترین خلق بُرج اولیاء

ای ولای تو معین آمدہ　　بردل وجاں ہمہ روشن شدہ

سیّدنا امام مہدیؑ ہدایت دینے والے ہیں۔اور متقیوں کے سر کا تاج ہیں۔جو خلق کے اعتبار سے سب سے افضل اور اولیاء کا بُرج ہیں۔اور اُن کی محبت جب آتی ہے۔تو دل وجاں سب کو روشن کردیتی ہے۔

ای تُو ختم اولیائے ایں زماں　　زہمہ معنی نہانی جان جہاں

ای تو ہم پیدا و پنہاں آمدہ　　بندہ عطارت ثنا خواں آمدہ

اے اس زمانے میں اُولیاء کے خاتم۔تو ہی جہان کی جان ہے۔اور ہر چیز کو ظاہر کرنے والا ہے۔اے ظاہری اور مخفی آمد والے یہ عطار تیرا غلام تیری مدح سرائی کیلئے پیدا ہوا ہے۔

۱۲ امام آئمہ ھدیٰ ہیں

موفق بن احمد مکی خوارزمی سیدنا امام حسینؑ کی روایت نقل فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّحْیِیْ حَیَاتِیْ وَیَمُوْتُ مَمَاتِیْ یُدْخَلُ الْجَنَّةَ الَّتِیْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ. فَلْیَتَوَلَّ عَلِیَّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ وَذُرِّیَّتَهُ آئِمَةِ الْهُدٰی وَمَصَابِیْعَ الدُّجٰی مِنْ بَعْدِهٖ فَاِنَّهُمْ لَنْ یَخْرِجُوْکُمْ مِنْ بَابِ الْهُدٰی اِلٰی بَابِ الضَّلَالَةِ [1]

کہ میرے نانا رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص میری زندگی اور موت کی مانند زندگی اور موت کو پسند کرے تو وہ داخل جنت ہوگا۔ جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ پس تم علیؑ اور اُن کی نسل سے ھدایت کے اماموں جو اُن کے بعد تاریکی کا چراغ ہیں محبت کرو گے۔ تو وہ تمہیں ہدایت کے دروازے سے گمراہی کے دروازے کی طرف ہرگز نہ نکلنے دیں گے۔

صاحبانِ امر

صحابیؓ رسولؐ۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب یہ آیت۔

اَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْرَسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِمِنْکُمْ.

---

[1] المناقب الخوارزمی ص ۷۵

کہ اللہ کی اطاعت کرو۔اور رسول کی اطاعت کرو۔اور صاحبانِ امر کی جو تم سے ہوں۔نازل ہوئی۔تو میں نے عرض۔

یارسول اللہ۔ماخدا و رسول را امید انیم

پس اولی الامر چہ کسانند۔کے حق تعالیٰ اطاعتِ ایشاں یافرض کردہ بطاعت خود رسول۔آنحضرت فرمود۔خلفای من

اوّل ایشاں علی است و بعد ازاُ حسن و حسین و علی ابن الحسین و محمد بن علی۔کہ معروف است در تورات بہ باقر زود باشد کہ دریابی اُوراای جابر۔پس ہرگاہ بہ بینی سلامِ من میر ساں۔دیگر جعفر۔و دیگر موسیٰ بن جعفر۔دیگر علی بن موسیٰ و دیگر۔محمد بن علی و دیگر علی بن محمد دیگر حسن بن علی دیگر ھمی نام۔ہم کنیت من حجۃ اللہ فی الارض محمد بن حسن کہ فتح کند حق سبحانہ وتعالیٰ بردستِ اُو مشارق و مغاربِ ارض راو اُو غائب شود[1]

یارسول اللہ۔ہم خدا اور رسول کو جانتے ہیں۔پس صاحبانِ امر کون ہیں۔کہ جنکی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی اطاعت قرار دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔وہ میرے خلفاء ہیں۔اُن میں سے پہلے علیؑ ہیں۔اور اُن کے بعد حسنؑ حسینؑ وعلیؑ ابن الحسینؑ ومحمدؑ بن علیؑ کہ وہ تورات

---

[1] مناقبِ مرتضوی ص ۵۰ "کشفی"

میں باقر کے نام سے مشہور ہیں۔اے جابر تم جلد اُن سے شرف ملاقات کرو گے۔پس جب تُو اُن سے ملے۔تو میرا اسلام پہچانا اُن کے بعد جعفرؑ ہونگے۔اُن کے بعد موسیٰؑ بن جعفرؑ ہونگے۔اُن کے بعد علیؑ بن موسیٰؑ ہونگے۔اُن کے بعد محمدؑ بن علیؑ ہونگے۔اُن کے بعد علیؑ بن محمدؑ ہونگے۔اُن کے بعد حسنؑ بن علیؑ ہونگے۔اُن کے بعد میرے ہم نام اور ہم کنیت جوزمین پر اللہ تعالیٰ کی حجّت ہونگے۔وہ محمدؑ بن حسنؑ ہونگے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُن کے ہاتھ پر زمین کے مشارق ومغارب کو فتح عطا فرمائے گا۔اور وہ پردہءِ غیبت میں ہونگے۔

یہ میری آیتیں ہیں

حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مولی یعنی غلام ہیں روایت کرتے ہیں۔جب نبی کریمؐ نے انصارِ مدینہ سے پہلی بیعت لی تو رات کا وقت تھا۔پس نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔میں نے تم سے بیعت لی۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے پیغمبروں سے بیعت لی تھی۔کہ تم میری حفاظت رکھو۔اور مجھ کو اُن چیزوں سے بچاؤ جن سے اپنی جانوں کو بچاتے ہو۔اور علیؑ کو محفوظ رکھو اُن چیزوں سے جن سے اپنی جانوں کو محفوظ رکھتے ہو۔کیونکہ علیؑ

صدیق اکبر ہیں اللہ تعالیٰ علیؑ کے ذریعہ سے تمہارے دین کو بڑھاتا اور زیادہ کرتا ہے۔

وَاِنَّ اللّٰـهَ اَعْطٰى مُوْسَى الْعَصَا وَاِبْرَاهِيْمَ بَرْدُ النَّارِ وَعِيْسَى الْكَلِمَاتِ الَّتِيْ كَانَ يُحْيِيْ بِهَا الْمَوْتٰى وَآتَانِيْ هٰذَا وَاِشَارَ اِلٰى عَلِيٍّ وَلِكُلِّ نَبِيٍّ آيَةُ رَبِّيْ وَالْاَئِمَّةُ الطَّاهِرُوْنَ آيَتِيْ مِنْ وُّلْدِهٖ لَنْ تَخْلُو الْاَرْضُ مِنْ اِيْمَانٍ مَابَقِيَ اَحَدٌ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ وَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ الْقِيَامَةُ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا فرمایا اور ابراھیم علیہ السلام کو سرد کی ہوئی آگ عطا فرمائی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو وہ کلمات عطا فرمائے جن سے مُردوں کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ''یہ'' پھر اشارہ حضرت مولا علی کی طرف کیا۔ اور ہر اک نبیؑ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آیت ہے اور میری آیتیں علیؑ کی اولاد سے ہونے والے۔ پاک امام ہیں۔ اور زمین ایمان سے خالی نہ ہوگی۔ جب تک اس کی یعنی علیؑ کی اولاد سے ایک شخص باقی رہے گا۔ اور اس کی ذرّیت پر قیامت قائم ہوگی۔

معجزات انبیاء اور آئمہ اہلبیتؑ

مندرجہ بالا روایت میں۔ انبیاء علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہوا جو اللہ تعالیٰ

[1] اخرجہ محدث سری نگر فی المودۃ العاشر

نے اُن کو عطا فرمائے۔ چونکہ معجزہ وہ سند اور دلیل ہوتا ہے۔ جو نبیؑ کی نبوتؑ اور رسولؑ کی رسالت کی صداقت کو عیاں کرتا ہے۔ عصاءِ موسیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوتؑ کی دلیل ہے۔ آگ کا ٹھنڈا ہونا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ وہ کلمات جن کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ لسلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ وہ کلمات حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کی دلیل ہیں۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس طرح ہر نبیؑ کو معجزہ ملا۔ اور وہ معجزہ اُس نبیؑ کی نبوت کی دلیل تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے علیؑ اور اُنکے گیارہ فرزند عطا فرمائے۔ یعنی یہ میری نبوت کی صداقت کی دلیل اور برہان ہیں۔ انبیاء علیم السلام کے معجزے آیات خدا تھے۔ لیکن علیؑ اور اُنکے گیارہ فرزند آیات خدا بھی ہیں۔ اور آیات مصطفےٰ بھی ہیں۔ قیامت کا مولائے کائنات کی ذرّیت پر قائم ہونا۔ یہ وہ خصوصیت ہے۔ جو کسی اور کی ذرّیت کو حاصل نہیں۔ اور زمین پر ایمان انہی کے وجود کی برکت سے ہے۔ اور ذرّیتِ علی کا وہ آخری قائم۔ جن کے ذریعہ سے زمین پر عدل و انصاف قائم ہوگا۔ جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی۔ وہ سیّدنا امام مہدی علیہ وعلی جدہ السلام ہونگے۔

سلاسلِ روحانیہ کے منتہیٰ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔فرماتے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کے فقراء اور بزرگوں کے سلاسل کے منتہیٰ آئمہ اہلبیت ہیں۔

وَمِنْ اَجَلِ ذَالِکَ تَرٰی مِنْ سَلَاسِلِ الْمُشَائِخِ مَنتھٰی اِلیٰ آئمۃِ اَھلَ الْبَیْتِ وَمُقِیَ کَثِیْرِمِنَ اَلاوْلِیَاءِ فِیْ السَّادَاتِ الْعِظَامِ مِنْھُمْ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ مُحْیُ الدِّیْنِ عَبْدُالْقَادِرِ اَلْجِیْلِیْ اَلْحَسنِیْ وَالْحُسَیْنِیُ وَبَھَاءُ الدِّیْنِ اَلنَقْشَبَندِیْ وَالسَّیِّدُالسَّیِّد مَوْدُوْدُاَلْجِشْتِیُ وَسَیِّدِ مُعِیْنِ الدِّیْنِ اَلْجِشْتِیُ وَاَبُوالْحَسن شَاذِلِیُ وَغَیْرُھُمْ وَمِنْ اَجَلِ ذٰلِکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنِّیْ تَارِکُ فِیْکُمْ الثَّقَلِیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ [1]

اوراس لیےتم دیکھتے ہو۔کہ کثیر بزرگانِ دین کے سلسلے آئمہ اہلبیتؑ تک پہنچتے ہیں۔اور بے شمار اولیاء اللہ سادات عظام میں ہوئے۔اُن میں سے غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ حسنی حسینی اور حضرت سید بہاؤالدینؒ نقشبندی بخاری اور حضرت سید مودود چشتیؒ اور حضرت سید معین الدین اجمیریؒ اور حضرت سید ابوالحسن شاذلیؒ اور اُن کے علاوہ بہت سارے اور بھی

[1] تفسیر مظہری ج ۸ ص ۳۲۰

وجہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بے شک میں تمہارے درمیان دو عظیم المرتبت چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد۔

آئمہ اہلبیت کے اسماء کی تاثیر

امام ابوصلت ہروی۔ امام ماجہ کے شیخ ہیں۔ اور ابن ماجہ کی سُنَنِ ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اور امام ابن ماجہ عبدالسلام بن ابی الصّلت الہروی سے روایت کرتے ہیں۔

عَنْ عَلّیِ بْنِ مُوسیٰ الرِّضَا، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَعْفَرِبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَلِیّ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیّ بْنِ اَبِیْطَالِبِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃُ بِالْقَلْبِ، وَقُوْلُ بِاللّسَانِ وَعَمَلُ بِالْاَرْکَانِ

وہ امام علی رضاؑ سے۔ وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ سے وہ امام جعفر صادقؑ سے۔ وہ اپنے والد امام محمد باقرؑ سے وہ امام زین العابدینؑ سے۔ وہ اپنے والد حضرت امام حسینؑ سے۔ وہ اپنے والد حضرت علیؑ ابن ابیطالب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ایمان قلب کی معرفت۔ زبان سے اقرار۔ اور ارکان سے عمل کرنے کا نام ہے۔

شیخ ابوصلت ہروی فرماتے ہیں۔

لَوْ قُرِیَ هٰذَا الْاِسْنَادُ عَلٰی مَجْنُوْنٍ لَبَرَأَ ۱؎

کہ اگر یہ سند (عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ)

پڑھ کر کسی پاگل شخص پر دم کی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

یہ تاثیر کیوں

محدثین کرام نے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں۔ احادیثِ مقدسہ جمع فرمائیں۔ لیکن کسی حدیث کی سند میں یہ بات نہیں لکھی۔ جو محدث ابن ماجہ نے مذکورہ بالا حدیثِ رسول ؐ کی سند میں بات لکھی اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حدیثِ رسول ؐ کی سند میں جن عظیم القدر افراد کا ذکر ہوتا ہے۔ اُن کا وجود اُمت کیلئے باعثِ رحمت ہے۔ کیونکہ وہ ذریعہ ہیں۔ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات تک پہنچنے کا لیکن جس حدیث کی سند کا تعلق۔ ایسی ذوات مقدسہ سے ہو۔ جن کو جزوِ رسول ؐ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تو بات اور ذات دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ ایک ایسے سلسلۃ الذہب کی سند

۱؎ سننِ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۵

ہے۔ جن کی محبت ومودۃ ایمان ہے۔ اور اِن کا بُغض وعناد موجب کفر ونفاق ہے اِن ناموں کا صدور اُس زبانِ اقدس سے ہوا۔ کہ جس زبان سے وحی خدا کا اظہار ہوتا ہے۔ تو یقیناً ایسے نام بے اثر نہیں ہو سکتے۔ اُس زبان اِقدس سے الگ ہونے والا لعاب کا عالم یہ ہے۔ کہ اگر کڑوے کنواں کے پانی کے ساتھ لگ جائے۔ تو اُس کی تاثیر کو بدل دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زہر آلود ایڑی سے لگ جائے۔ تو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ مولائے کائنات علیؑ ابن ابیطالب کی چشمانِ مقدس کے ساتھ لگ جائے۔ تو درد ختم ہو جاتا ہے۔ جس ہستی کے تھوک میں اتنا اثر اور کرامت ہے۔ تو اُس ہستی کے خون کی تاثیر کا عالم کیا ہوگا۔

ایمان کا تحفظ

دنیا میں ایک مومن کیلئے سب سے زیادہ قیمتی شے اگر ہو سکتی ہے۔ تو وہ ایمان ہے۔ حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ قیمتی شی بندے کا ایمان ہے۔ اتنی قیمتی شی کے تحفظ کیلئے۔ جو چیز موجب حفاظت بنے گی۔ یقیناً اُس کی قدر و قیمت انسان کی جان، مال اولاد سے بھی کہیں زیادہ ہوگی۔ محمد وآل محمد۔ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں۔ کہ جن کا ذکرِ خیر موجبِ تحفظِ ایمان ہے۔ جلیل القدر محدثِ عظیم حضرت ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں جلوہِ حق

دیکھا۔ توسوال کیا مجھے ہدایت فرمائی جائے۔ تاکہ میرا ایمان سلامت رہے۔ اور ایمان پر ہی خاتمہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فجر کی سنتوں کے بعد۔ اور فرضوں سے پہلے یہ دعا پڑھ۔

اِلٰهِیْ بِحُرمَتِ الْحَسَنِ وَاَخِیْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ نَجِّنِیْ مِنَ الْغَمِّ الَّذِیْ اَنَافِیْهِ یَاحَیُّ وَیَاقَیُّوْمُ یَاذَوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ [1]

اے میرے اللہ بحرمت امام حسنؑ اور اُنکے بھائی امام حسینؑ اور اُن کے نانا محمد مصطفیٰؐ اور اُن کی جملہ اولاد اور اُن کی والدۂ گرامی سیدہ فاطمہ اور اُن کے والد مولا علیؑ ۔ مجھ کو نجات دے ہر اُس غم سے جس میں مَیں مبتلا ہوں۔ اے حی وقیوم خدا۔ اے کمال بڑائی وعزت والے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ زندہ فرمادے میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے اے اللہ، اے اللہ ، اے اللہ اے سب سے بہترین رحم کرنے والے

امام ترمذی بلاناغہ یہ پڑھتے۔ اور اپنے اور دوستوں کو اس کی ترغیب دلاتے۔ یقیناً۔ ان ناموں کا توسل اور تاثیر ہی کچھ ایسی ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان اقدس پر آئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ کو قبول

[1] جامع الخیرات ص ۳۴۲

فرمالیتا ہے۔ یہ وہ کلمات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ ان ناموں کی خیروبرکت سے۔ یقیناً بیمار شفایاب اور پاگل صحت منداور بھٹکے ہوئے سیدھے رستے پر آجاتے ہیں۔

امامت ذریت ابراھیمؑ میں

اللہ تعالیٰ نے جدّ الانبیاء حضرت ابراھیم علیہ السلام کی کلمات کے ذریعہ سے آزمائش کی۔ جس میں حضرت ابراھیمؑ پورے کے پورے کامیاب ہوئے۔ قیدوبند کی صعوبتیں۔ نارنمرود کا امتحان وطن سے ہجرت۔ بیٹے کو ذبح کرنے کی آزمائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیمؑ کو امامت عطا فرمائی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس امامت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

قَالَ اِنّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (سورہ بقرہ)

میں نے تجھے لوگوں کا امام بنادیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنی خواہش کا دعا میں ذکر فرمایا۔

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَتِیْ

یہ امامت میری اولاد میں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعا کو قبول کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

قَالَ لَایَنَالُ عَھْدِالظّٰالِمِیْنَ

کہ میرا یہ عہد ظالموں تک نہ پہنچے گا۔ یعنی ذریت ابراھیمؑ سے جو لوگ ظالم ہونگے۔ وہ امام نہ ہوسکیں گے۔

قرآن مجید نے شرک کو ظلم اور مشرک کو ظالم کہا ہے۔ چنانچہ آئمہ اہلبیت اولاد ابراھیمؑ سے ہیں۔ جنہوں نے۔

''از شکم مادر تا رفتن بگور'' ماں کے شکم سے لے کر قبر پہنچنے تک نہ کبھی شرک کیا اور نہ کفر کیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا عہد امامت آئمہ اثنا عشر تک پہنچا۔ اس آیت کی تفسیر میں حدیثِ مرفوع کو نقل کیا جاتا ہے۔ جس کو محدثِ عظیم امام عبدالرزاق صنعانی۔ جو کہ امام البخاریؒ کے شیخ ہیں نے اپنی سند میں نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ صِرْتَ دَعْوَۃَ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَایَنَالُ عَھْدِالظّٰالِمِیْنَ فَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَعْبُدُ الْاَصْنَامَ قَال النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فَانْتَھَتِ الدَّعْوَۃُ اِلَیَّ وَاِلٰی عَلِیِّ بْنِ

اَبِیْ طَالِبٍ لَمْ یَسْجُدْ اَحَدُنَا الصَّنَمَ قَطُّ فَاتَّخَذَنِیْ نَبِیًّا رَسُوْلًا وَّاتَّخَذَ عَلِیًّا اِمَامًا وَّصِیًّا ؎

میں دعائے ابراہیم ہوں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کس طرح۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کے ذریعہ سے ارشاد فرمایا۔ ہم نے تم کو امام بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کیلئے بھی امامت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا۔ مگر تمہاری ذرّیت کے ظالم میرے وعدہ میں نہیں آسکیں گے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی۔ خدایا مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے محفوظ رکھ۔ نبی پاکؐ نے ارشاد فرمایا یہ دعائے ابراہیمؑ مجھ پر اور علیؑ پر ختم ہوئی۔ نہ میں نے کبھی بُت پرستی کی اور نہ علیؑ نے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی و رسولؐ بنایا اور علیؑ کو امام اور وصی بنایا۔

آئمہ اہل البیتؑ دین کے امام ہیں

مذہب اور دین میں فرق ہے۔ مذہب کی بنیاد اجتہاد پر ہوتی ہے۔ اور دین کی بنیاد نصوصِ قطعیہ پر ہوتی ہے۔ چنانچہ مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے۔ تو اُس میں دو باتوں کا احتمال ہوتا ہے۔ "خطا یا صواب" اِسلیئے مذہب کی نسبت اللہ یا

؎ تفضیل امیر المومنین عینی نظامی حنفی

اُس کے رسول کی طرف کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مذہب میں ظن ہوتا ہے۔
اِسی طرح مذہب کی نسبت آئمہ اہلبیتؑ کی طرف ناجائز ہوگی کیونکہ وہ وارثانِ علوم نبویہ ہیں۔ اور اوصیاءِ رسول ہیں۔ وہ تعلیمات پیغمبرؐ کے محافظ بھی ہیں۔ اور پابند بھی وہ اجتہاد اور فقہ کے محتاج نہیں۔ اُنہوں نے وہی کچھ فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسولؐ نے فرمایا ہاں اُن کے اقوال اور افعال فقہ اور دلائل کا ماخذ ضرور ہیں۔

لہذا یہ بارہ امامؑ دین کے امام ہیں۔ جس کے ابلاغ کیلئے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور اس طرح چونکہ سیدنا امام حسنؑ نے اور اُنکے بعد آنے والے اماموں نے دنیوی حکومت کو ترک کر کے باطنی ولایت اور معنوی ولایت کو اختیار فرمایا۔ اس لیے یہ عظیم المرتبت نفوسِ قدسیہ آئمہ ولایت اور آئمہ طریقت ہیں۔

نوابِ نبیؐ بملک نبی ایشانند　　حکام ولایت یقین ایشانند
از کشتی نوح وبحرِ موسیٰ گوئی　　مقصود و مراد حق ہمیں ایشانند

مملکتِ دین میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب یہی حضرات ہیں۔ حکومتِ ایمان کے حُکام یہی حضرات ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہو یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سمندر۔ سب میں اللہ تعالیٰ کا مقصود و

مراد یہی حضرات ہیں۔

سیّدنا غوث اعظمؒ اور بارہ امامؑ

عالم ربانی۔غوثِ صمدانی۔شہباز لامکانی۔سید عبدالقادرؒ الحسنی والحسینی آئمہ اہلبیتؑ کے حضور یوں اپنی عقیدت کا اظہار فرماتے ہیں۔

مرتبہ خاک ازاں شد زیاد گرد رہش دادہ فلک را بادر

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے انتساب کے باعث مٹی کا مرتبہ زیادہ ہوگیا۔کہ زمین نے ان کی گردِ راہ ہوا کے ذریعے آسمان کو بطور تحفہ دی۔

روئے زمینش ہمہ زیرِ نگیں محورِ جرخ آمدہ او قطبِ دیں

تمام طبقہِ زمین اُنہیں کے زیر فرمان ہے۔وہی آسمان کے محور اور دین کے قُطب ہیں۔

چونکہ علیؑ داشت بخاک انتساب کنیت او کرد نبیؐ بوتراب

چونکہ حضرت علیؑ کو خاک سے نسبت تھی۔اس لئے نبی کریمؐ نے آپؑ کی کنیت ہی ابوتراب رکھ دی۔

وہ کہ ازیں خاک چہ گلہا دمید نگہتِ فردوس از۔نہا وزید

سبحان اللہ اس خاک سے کیا کیا پھول اُگے۔جن سے جنت کی مہک پھیل گئی۔

سُنبل و گُل را بہ چمن زیب وزین بوئے حسنؑ دادہ و رُوحِ حسینؑ

سیدنا امام حسنؑ کی خوشبو اور سیدنا امام حسینؑ کی لطافت نے زمین کو سنبل وگلاب سے آراستہ کر دیا۔

کے مہ و خورشید بہ چرخ کہن بودہ بخوبی حسینؑ و حسنؑ

امام حسنؑ و امام حسینؑ کی خوبیاں اور کمال آسمان پر چاند اور سورج کو کہاں نصیب ہیں۔

آں دو نہا نند کہ تا روز دیں بار ورند از گل و از یاسمیں

یہ دونوں ایسے درخت ہیں۔ کہ جن سے قیامت تک گلاب اور چنبیلی کے پھول اُگتے رہیں گے۔

ہر دم ازیں باغ برے می سد تازہ تر از تازہ ترے می رسد

یہ باغ ہر وقت نئے سے نیا پھل دیتا رہے گا۔

تا بہ اثنا عشر آں بستہ شُد وہ چہ عجب بستہ گلدستہ شُد

بارہ کی ایسی لڑی مرتب ہوئی کہ کیا بات ہے۔ ایک عجیب گلدستہ بن گیا۔

آں دہ و دو صورتِ برجِ فلک نظم جہاں دادہ سما تا سمک

ان بارہ امام نے آسمان کے بارہ برجوں کی طرح ثریا کی بلندی سے لیکر ماہی زمین تک دنیا کے انتظام کو منظم کیا۔

بازازاں غنچہ خونین کفن　　رستہ گُلے تازہ وتر از چمن

پھر اِس خون کا کفن پہننے والے پھول یعنی امام حسینؑ سے ایک تر و تازہ پھول کھِلا۔

گلشن دیں یافت ازیں زیب وزین　　گلشن توحید علیؑ بن الحسینؑ

اِس پھُول سے دین کے باغ نے زیب وزنیت پائی یعنی علیؑ بن حسینؑ امام زین العابدینؑ سراپا توحید کا باغ بن کر آئے۔

گلشن فردوس وریاض بہشت　　دربرآں روضہ نمایند زشت

یہ ایسا باغ ہو گیا۔ جس کے سامنے باغ بہشت گرد نظر آنے لگا۔

سرزدازویاز بازنہال عجب　　داد ثمر ہائے علوم وادب

اب اس باغ میں ایک عجیب درخت اُگا۔ جس نے علم وادب کے پھل عطا کیے۔

علم کردرواز ے زمیں وافراست　　ازدمِ عیسیٰ نفسِ باقرؑ است

خطۂ زمین میں اب علم کی کمی نہ رہی کیونکہ حضرت امام محمد باقرؑ نے دمِ عیسیٰ پھونک کر اسے زندہ کر دیا۔

بازشگفتہ گلے از باغ اُو　　دادہ جلادیدہِ مازاغ اُو

پھر اس باغ میں ایک پھُول کھِلا جس نے دین کو اپنی تجلیاتِ دیدار سے

روشن آنکھوں نے اور جلا دے دی۔

صادق و صدیق بصدق خبر   ناظر و منظور بہ حُسنِ نظر

یہ پھول امام جعفر صادقؑ اور سچی حدیثیں سنانے کے باعثِ صدیق تھا۔ یہ خود بھی نیک نگاہی سے دیکھتا تھا۔ اور اس پر بھی لوگ اچھی نظر ڈالتے تھے۔

باز ازاں گلبن عالی تیار   وجہ رطب بود کہ آمد بہار

پھر اس بلند اصل کلی کی سر سبزی کے باعث اس سے ایک اور بہار کی آمد ہوئی ۔یعنی امام موسیٰ کاظمؑ۔

کام ولایت شدہ شیرین ازاُو   یافتہ تمکین عجب دین ازاُو

جس سے منصبِ ولایت کا دہن میٹھا ہوا۔ اور دین کا وقار بلند ہوا۔

آں کہ بہ برواز دل اغیار بیم   کاظمؑ غیظیت بخُلق کریم

اس امام نے دشمنوں کے دل کا خوف دُور کر دیا۔ کیونکہ یہ خُلق کریم کے باعث غُصّے کو پی جانے والا تھا۔

باز دمید از چمن اُو گلے   کامدہ روح القدس بلبلے

پھر اس باغ سے اِک ایسا پھول کھِلا۔ جس کے حُسن پر روح القدس بھی فریفتہ ہو گیا۔

گنجِ سخا کانِ وفا و کرم   سایہ دہ طوبیٰ باغِ ارم

یہ سخاوت کا خزانہ اور وفاداری اور کرم کا سرچشمہ تھا۔ باغ جنت کے درخت طوبیٰ پر اس کا سایہ تھا۔

خاکِ خراساں شُد ازاُو مشکبو   خلق باآں بدُ ہمہ در جستجو

اس کی مہک خراسان کی سرزمین پر پھیل گئی اور لوگ اس کے اشتیاق میں بے چین ہو گئے۔

دم چہ زنم از صفت بے حدش   داد پیمبر خبر دار شدش

میں نے اُن کی بے انتہا صفات کیا بیان کروں۔ بس رسالتمآبؐ نے ان کے شہید کئے جانے کی خبر دی تھی۔

خُلقِ محمدؐ، کرم مرتضیٰ   ہر دو عیاں شُد ز علی الرضاؑ

حضرت امام علی رضاؑ کے برتاؤ میں نبی کریمؐ کا اخلاق اور حضرت علیؑ کا فیض و کرم دونوں خوبیاں موجود تھیں۔

باز ازاں طینت عنبر سرشت   جلوہ گری کرد گلے از بہشت

پھر اس عنبر بیز مٹی کے خمیر سے بہشت کا یک اور پھول شگفتہ ہوا یعنی امام محمد تقیؑ۔

بر درِ تقویٰ چو ولی آں تقیؑ　　شہرت ازاں یافت بنام تقیؑ

یہ پرہیز گاری کے دروازے پر پرہیز گاروں کی طرح نمودار ہوا۔اور تقیؑ کے نام سے مشہور ہوئے۔

سر زداز اُو باز علیؑ منظرے　　در صفِ شیرانِ وناسرورے

امام محمد تقیؑ سے مولا علیؑ کی طرح وجاہت رکھنے والا پیدا ہوا۔جو بہادر شیروں کی صف میں سالار کی طرح تھا۔(یعنی دسویں امام علی نقیؑ)

زادہ ازو زبدہٴ پیغمبری　　محسن واحسن حسنِ عسکری

اُن سے پھر ایک ایسا ولی پیدا ہوا۔جو پیغمبری کا نچوڑ تھا۔احسان کرنے والا اور سب سے زیادہ حُسن کا مالک تھا۔اُن کا نام حسن عسکریؑ تھا۔

نکہتِ او بردہ زِ دلہا گماں　　پُر شدہ زو دامن آخر زماں

اُن کی مہک نے لوگوں کے دلوں کے گمان کو کھو کر یقین سے بھر دیا اور آخر زمانے کے دامن کو گُلِ مراد سے بھر دیا یعنی امام مہدیؑ آخر الزماں پیدا ہوئے

نقطہٴ آخر چو بفایت آید　　کار ہدایت بہ نہایت رسید

امامت کا آخری نقطہ جب حد کو پہنچا تو ہدایت کا کام انجام پزیر ہو گیا۔

گفت نبی مُبطل ظلم وفساد　　زدے زمیں پر کند از عدل وداد

رسالتمآبؐ اس آخری امام کو ظلم وفساد کا مٹانے والا اور تمام زمین کو عدل

وانصاف سے بھر دینے والا فرما گئے تھے۔

من کہ دراں روضہ ریاضت کشم نزاں گل گلزار بوئے خوشم

چونکہ میں امامت کے اس باغ میں ریاضت وعبادت کرتا ہوں۔اس لئے اس باغ کے پھولوں کی مہک سے شب وروز محفوظ ہوتا ہوں۔

نکہت آں عطر کفن بس مرا خار وخس وسرو سمن بس مرا

بس میرے لئے یہی کافی ہے۔کہ اس باغ کے پودوں پھولوں کی مہک سے میرا کفن معطر ہو جائے۔ (بحوالہ: نوائے صوفیہ ص ۳۷ تا ۴۳)

فاتح اوّل

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کا تعلق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ہے۔ فیضانِ بحرِ نبوتؐ کے متعلق فرماتے ہیں۔

فاتح اوّل ازیں امت مرحومہ حضرت علی مرتضیٰ کرم وللہ وجہہ است [1]

اس اُمت مرحومہ میں ولایت کا دروازہ کھولنے والے سب سے پہلے فرد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں۔کہ نبی کریمؐ کی اُمت میں پہلا شخص جو ولایت کے باب جذب کا فاتح ٹھہرا۔اور جس نے اس بلند مقام

[1] التفہیمات الالٰہیہ ج ۱ ص ۱۰۳

پر قدم رکھا۔ وہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ اِسی لئے روحانیت اور ولایت کے طریقوں کے تمام سلاسل آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں[1]

ظاہری اور باطنی خلافت

اہلسنت وجماعت میں ظاہری اور باطنی خلافت کی تقسیم نئی تقسیم نہیں ہے۔ کہ جس پر جھگڑا پیدا کیا جائے۔ اور ایک دوسرے پر فتاووں کی بوچھاڑ کی جائے جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے۔ عظیم محقق، مفسرِ قرآن اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقتدا حضرت محمود آلوسی بغدادی اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْآيَةُ عِنْدَ مُعْظَمِ الْمُحَدِّثِيْنَ نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ وَكَثِيْرٍ مِنَ الصُّوْفِيَةِ قُدِّسَ اللّٰهُ اَسْرَاهِمْ يَشِيْرُ اِلىٰ الْقَوْلِ بِخَلَافَةِ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ بَعْدَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِلَافَصْلٍ اَلَا اِنَّ تِلْكَ الْخَلَافَةُ عِنْدَهُمْ هِيَ الْخِلَافَةُ الْبَاطِنِيَّةُ الَّتِى هِيَ خِلَافَةُ الْاِرْشَادُ وَالتَّرْبِيَّةُ وَالْاِمْدَادُ الرُّوْحَانِى لَاالْخِلَافَةُ الصُّوْرِيَّةُ الَّتِي هِيَ عِبَارَةٌ عَنْ اِقَامَةُ الْحُدُوْدِ الظَّاهِرَةِ وَتَجْهِيْزُ الْجُيُوْشِ وَالذَّبُّ عَنْ بَيْضَةِ الْاِسْلَامِ وَمُحَارِبَةُ اَعْدَاءِ بِالسَّيْفِ وَالسِّنَانِ فَاِنَّ تِلْكَ

---

[1] لمعات محدث دہلوی ص ٦٠

عِنْدَهُمْ عَلَى التَّرتِيْبِ الَّذِىْ وَقَعَ كَمَاهُوَمَذْهَبُ اَهَلُ السُّنَّةِ
وَالْفَرْقُ عِنْدَهُمْ بَيْنَ الْخِلافَتَيْنِ كَالْفرقُ بَيْنَ الْوَشْرِ وَاللُّبِّ
فَالْخِلَافَةُ الْبَاطِنَةُ لُبُّ الخِلافَةِ الظَّاهِرَةِ وَبِهَايُذَبُّ عَنْ حَقِيْقَةِ
الْاِسْلَامِ وَبِالظَّاهِرَةِ يَذَّبُ عَنْ صُوْرَتِهٖ وَهِىَ مَرْتَبَةُ الْقُطْبِ فِىْ
كُلِّ عَصْرٍ وَقَدْ تَجْتَمِعُ مَعَ الْخِلَافَةِ الظَّاهِرَةِ كَمَااِجْتَمَعَتْ فِىْ
عَلِيٍّ عَلَيهِ السَّلام اَيَامِ اَمَارَتِهٖ وَكَمَاتَجْمَعُ فِى الْمَهْدِىْ اَيَّامِ
ظَهُوْرِهٖ وَهِيَ وَالنَّبُوَّةُ رضيعالدى وَالَى ذَالِك الْاِشَارَةُ
بِمَايَرْوُوْنَه عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ قَوْلِهٖ خُلِقْتُ وَعَلِيٌّ مِنْ
نُوْرٍوَاحِدٍ وَكَانَتْ هَذَاالْخِلَافَةُ فِيْهِ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَلَي الْوَجْهُ
لَااَتَّمُ وَمِنْ هُنَا كَانَتْ سَلَاسِلُ اَهْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مُنْتَهِيَةُ اِلَيْهِ
اَلَامَاهُوَاَعَزُّمِنْ بَيْضِ الْانُوقِ فَاِنَّهُ تَنْتَهِي اِلَى الصِّدِيْقِ رضى اللّٰه
عنه كَسِلْسَلَةِ سَادَاتُنَاالنَقشْبَنْدِيَّةُ نَفَعْنَااللّٰه تَعَالٰى بِعَلُوْمِهِمْ
وَاَسْرَارِهُم رَمَعَ هَذَاتَرِدُعَلَيْهِ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَيْضاًوَبِتَقْسِيمِ
الْخِلَافَةُ اِلَى هَذَاالْقِسْمَيْنِ جَمَعَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ
الْمَشْعِرَةِ وَالْمَصرَحِةِ بِخَلَافَةِ الْائِمَّةُ الثَّلَاثَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى
التَّرتِيْبِ الْمَعْلُوْمِ وَبَيْنَ الْاَحَادِيْثُ الْمَشْعِرَةِ اَوِالْمَعرَحَةِ بِخَلَافَةِ

اَلْاِمَامِ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ بَعْدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِلَافَصْلٍ فَعُمِلَ اَلْاَحَادِيْثُ الْوَارِدَۃُ فِیْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الثَّلٰثَةِ عَلَى الْخِلَافَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْاَحَادِيْثُ الْوَارِدَۃُ فِیْ خِلَافَةِ الْاِمَامِ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَلَى الْخِلَافَةِ الْبَاطِنَةِ وَلَمْ يُعَطِّلْ شَيْئًا مِّنَ الْاَخْبَارِ وَقَالَ بِحَقِيْقَةِ الْخِلَافَةِ الْاَرْبَعَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ:۔آیت مبارکہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا بے شک تمہارا ولی اللہ اور اُس کا رسول اور ایمان والے یہ آیت اکثر محدّثین کے نزدیک حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی۔صوفیائے کرام کی کثیر تعداد فرماتی ہے۔کہ اس آیت میں حضرت علی مرتضیٰ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلافت بلافصل کی طرف اشارہ ہے۔ہاں مگر یہ خلافتِ باطنیہ ہے۔جو ارشاد روحانی مدد تربیت کی صورت میں ہوتی ہے خلافت ظاہری مراد نہیں۔جس سے مراد حدود قائم کرنا۔لشکر تیار کرنا۔اسلام کی حفاظت کیلئے کوشش کرنا اور تلوار اور نیزہ سے جہاد کرنا ہے۔کیونکہ خلافتِ ظاہری اس ترتیب پر برحق ہے۔جو اہلسنت کا مذہب ہے۔ان دو خلافتوں میں فرق ایسا ہے۔جیسے مغز اور چھلکے میں ہے خلافتِ ظاہری کے ذریعے اسلام کے ظاہر کی حفاظت ہوتی ہے۔اور خلافتِ باطنی کے ذریعہ سے اسلام

کے باطنی نظام کی حفاظت کی جاتی ہے۔اور یہ مقام ہر زمانے قطب الاقطاب کو حاصل ہوتا ہے۔کبھی خلافت ظاہری اور باطنی دونوں کسی ہستی کے لئے ثابت ہوتی ہیں۔جیسے حضرت علیؑ اپنے زمانے میں ظاہری اور باطنی دونوں خلافتوں کے وارث تھے اور امام مہدی علیہ السلام بھی دونوں خلافتوں پر فائز ہوں گے۔اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی اکرمؐ نے فرمایا۔میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔اور یہ باطنی خلافت حضرت علیؑ میں سب سے بڑھ کر پائی جاتی تھی۔اِسی وجہ سے طریقت کے سلسلے آپ پر ہی ختم ہوتے ہیں۔سوائے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے۔یہ سلسلہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تک پہنچا ہے۔اس کے باوجود یہ سلسلہ بھی واپس لوٹ کر حضرت مولا علیؑ کی طرف ہی آجاتا ہے۔اس تقسیم سے احادیثِ مبارکہ میں تطبیق پیدا ہوجاتی ہے۔جن احادیث سے خلفائے ثلاثہ کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔ان سے مراد ظاہری خلافت ہے۔اور جن سے حضرت علیؑ کی خلافتِ بلافصل ثابت ہوتی ہے۔ان احادیث سے مراد باطنی روحانی خلافت ہے۔یوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات مبارکہ میں سے کسی کو چھوڑنا نہیں پڑتا۔سب کے معانی میں تطبیق ہوجاتی ہے۔اور خلفاء اربعہ کی خلافت کی حقیقت بھی بیان ہوجاتی ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ اور باطنی خلافت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

اس لئے ارباب روحانیت کے نزدیک نظام باطنی کے خلیفہ اوّل سیدنا علی المرتضٰی ہیں۔اور یہ صرف ارباب روحانیت کا تخیّل نہیں بلکہ اس کی اساس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ ارشادات عالیہ ہیں۔[1]

(۱) علیؑ میرے بعد تم سب کا ولی ہے۔

(۲) علیؑ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

(۳) میں جس کا ولی ہوں علیؑ اسکا ولی ہے۔

(۴) میں جس کا مولا ہوں علیؑ اُسکا مولا ہے۔

امام سمھودیؒ اور خلافتِ باطنی

حضرت شریف نورالدین علی سمھودی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ حضرت ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام کواُن کے اہل بیت میں انبیاء کرام علیہم السلام عطا کئے گئے تھے۔اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم الانبیاء کے اعزاز سے نوازا گیا۔جس سے سلسلہ نبوتؑ منقطع ہوگیا۔تو حضور اکرمؐ کو اس کے عوض جو چیز دی گئی وہ آپ کے اہلبیتؑ کرام کی کمال طہارت

---

[1] تحفہ اثناعشریہ ص ۳۶۰

ہے۔اس طہارتِ کاملہ کی بدولت اہلبیت میں سے ایک بڑی تعداد مرتبہ وراثت وولایت پر فائز ہوئی۔بعض علماء حق کا مذہب ہے۔کہ جب امام حسنؑ خلافت سے دستبردار ہوئے۔آپ سے خلافت کا معاملہ اِس لئے آگے نہ چل سکا کہ آگے ملوکیت کا دور شروع ہو گیا تھا۔اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ہم اہلبیتؑ کیلئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بدلے میں آخرت کو پسند فرمایا ہے۔پس اہلبیتؑ کو اسکے بدلہ میں تصرف باطنی عطا فرمایا ہے پس ہر زمانے میں قُطب الاولیاء اہل بیتؑ نبوتؐ سے ہوتا ہے۔[1]

اعلیٰ حضرتؒ اور باطنی خلافت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولائے کائنات مولا علیؑ کی شان میں فرماتے ہیں۔

تکمیلِ وارشادِ باطنی کا سہرا اسی نوشاہ بزمِ عرفاں کے سر ٹھہرا، غوث، قطب، ابدال، اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصل الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبیں سائی معراج

سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے
علیؑ ہے، ہاں علیؑ ہے، ہاں علیؑ ہے

---

[1] جواہر العقدین ص ۲۰۵ تا ۲۰۶

اللہ تعالیٰ کے نیابتِ عامہ اور خلافتِ تامّہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل۔ دنیا و دین میں جسے جو ملتا ہے۔ اُن کی بارگاہِ عرش اشتباہ سے ملتا ہے حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں۔

اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ

مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں۔ اور فرماتے ہیں۔

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیٍٔ

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علماء فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ راز ہیں۔ اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے عالم میں کوئی ان کے ارادہ ومشیّت کا پھیرنے والا نہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر۔ منصب جلیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت ہوا۔ تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم مدبرات الامر میں سروروں پر سروری افسروں پر افسری جملہ احکام عزل ونصیب وعطا منع وکن ومکن انہیں کی سرکار والا سے شرفِ امضا پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مندانِ عالم اپنے مطالب ومقاصد میں اُن سے ستمداد کرتے اور آستانِ فیض نشان پر سر ارادت دھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عرف

مسلمانان میں مولا مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا۔ اور

نَادِ عَلِیاً مَظھرِ العَجَائِبِ

کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا [1]

اعلیحضرت ۔ عظیم المرتبت رحمتہ اللہ علیہ۔ کے اس بیان سے یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ نبی مکرم شفیع معظم ۔ رسول محتشم نائب مطلق اور خلیفہءِ اعظم ہیں۔ جس کو جو کچھ ملا وہ آپ کی ذات کے توسل اور واسطہ سے ملا اور بارگاہِ مصطفویؐ سے اس خلافت و نیامت کا منصب عالی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو بلا واسطہ عطا ہوا۔ اور ان ہی معنوں میں حضرت مولا علی کو خلافت باطنیہ میں خلیفہ بلا فصل کہا جاتا ہے۔

حضرت سیدؒ گیسو درازؒ اور باطنی خلافت

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ ۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے عظیم خلیفہ ہیں۔ اور آپ کا شمار حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن خلفاء میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں وہ قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ جن کو تاریخ فراموش نہیں کرسکتی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اِس عظیم روحانی شخصیت کی وفات

---

[1] مطلع القمرین ص ۱۰۰ تا ۱۰۲

۸۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خلافت کی دو قسمیں ہیں۔ خلافت کبریٰ و خلافتِ صغریٰ خلافتِ کبریٰ باطنی خلافت کو کہتے ہیں۔ اور خلافتِ صغریٰ کے متعلق اختلاف ہے۔ سنیوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اسکے حقدار حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ اور شیعہ حضرات حضرت علی کو اسکا حقدار سمجھتے تھے۔ [1]

اسماعیل دہلوی اور باطنی خلافت

اسماعیل دہلوی نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ بلکہ یہ حقیقت اُن کے نزدیک مولا علیؑ کی شیخین پر افضلیت کی دلیل ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کیلئے شیخین پر ایک گونہ فضیلت ثابت ہے۔ اور وہ آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا۔ اور مقاماتِ ولایت بلکہ قطبیت، غوثیت، ابدالیت اور انہی جیسے باقی مقامات آپ کے زمانے سے لیکر دنیا کے اختتام تک آپ ہی کی وساطت سے طے ہوتے ہیں۔ اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے۔ جو عالمِ ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ اہل ولایت کے اکثر سلسلے بھی جناب مرتضیٰؑ کی طرف منسوب ہیں۔ [2]

---

[1] جوامع الکلم ص ۱۷۳ [2] صراطِ مستقیم ص ۶۷

باطنی خلافت کیا ہے

ظاہر بین لوگ کہتے ہیں۔جب ظاہری تسلط، ملک اور ریاست پر حکومت ثابت نہیں۔تو باطنی خلافت وولایت کا کیا مطلب ہے تو ہم عرض کرتے ہیں باطنی خلافت ولایت کو سمجھنے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔اس مفہوم کیلئے ہم ایک دلیل پیش کرتے ہیں۔جس کے بعد اس بات کی وضاحت ہوجائے گی۔کہ باطنی خلافت ولایت ایک حقیقت کا نام ہے۔نبی کریمؐ نے سیّدنا امام حسنؑ کیلئے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ .

کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔امام حسنؑ خلافت ظاہری سے دستبردار ہونے کے باوجود سیّد یعنی سردار ہیں۔یہ سیادت روحانی سیادت ہے۔اور اسی کو باطنی خلافت اور باطنی ولایت کہتے ہیں۔

مصطفٰے ختم رُسل شُد در جہاں
مرتضٰی ختم ولایت در عیاں
جُملہ فرزندان حیدر اولیاء
جُملہ یک نور اند حق کرد ایں ندا

(مظہر الصفات)

ترجمہ: مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات میں رسولوں کے خاتم ہیں۔ اور جناب مرتضیٰؑ خاتم ولایت ہیں۔ اور اُن کے تمام فرزند اولیاء ہیں۔ اور حق نے اِن کو ایک ہی نور سے خلق فرمایا ہے۔

حدیثِ خلفاء

لَایَزَالُ هٰذَاالدِّینَ قَائِماً حَتّٰی یَکُوْنُ عَلَیکُمْ اِثْنَاعَشَرَ خَلِیفَةً کُلُّهُمْ، تَجْتَمِعُ عَلَیهِ اْلاُمَّة. (سنن ابی داوٗد)

مندرجہ بالا حدیث۔ کو امام اسماعیل بخاریؒ نے تین طریق سے بیان فرمایا۔ اور امام مسلم بن حجاج نے اِس حدیث کو نو طریقوں سے نقل فرمایا۔ امام ابوداوٗد نے یہ حدیث تین طریق سے بیان فرمائی امام ترمذی نے حدیثِ خلفاء ایک طریق سے بیان فرمائی۔ اس حدیث کی شرح میں متعدد اقوال بیان ہوئے ہیں۔ کہ اِن بارہ خلفاء سے مراد کون ہیں۔ اور اِس حدیث کو حدیث مشکل شمار کیا گیا ہے۔

بعض محققین کہتے ہیں۔ کہ اس حدیثِ مبارکہ کو اگر خلفاءِ راشدین پر منطبق کیا جائے۔ تو اُن کی تعداد بارہ سے کم ہے۔ اور حدیث میں خلفاء کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے۔ لہذا اس حدیثِ مبارکہ کو خلفاء راشدین پر منطبق کرنے سے حدیث کی مراد پوری نہیں ہوتی۔ اور اگر اس حدیث مبارک۔ کو اُموی

حکمرانوں پر محمول کیا جائے۔

تو اُن کی تعداد بارہ سے زیادہ ہے۔ پھر اُن میں اکثر فاسق وفاجر ہیں۔ لہذا اس حدیث سے مراد اُموی حکمران بھی نہیں ہو سکتے۔ اِسی طرح اگر عباسی بادشاہوں کو دیکھا جائے۔ تو اُن کی تعداد بھی بارہ سے زیادہ بنتی ہے۔ لہذا اس حدیث سے مراد عباسی حکمران بھی نہیں ہو سکتے۔

اہل کشف وتوفیق کا فیصلہ

اہل کشف وتوفیق فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ آئمہ سے مراد۔ وہ بارہ امام ہیں۔ جو آپؐ کی اہلبیت سے ہیں۔ اور اِس بات پر دلیل۔ حدیثِ ثقلین اور وہ احادیث ہیں۔ جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُنکی فاطمیؑ اولاد کی امامت کا ذکر ہے۔

اور اِس حدیث کے اِس جُملہ کے متعلق۔ کہ پوری اُمت کا اِن پر اتفاق ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ حضرت امام محمد مہدیؑ کے ظہور کے وقت تمام اُمت کا اِن کی امامت پر اتفاق ہو جائے گا۔ اِسی طرح مندرجہ بالا حدیث کا اُس سے حدیث سے تصادم نہیں ہے جس میں سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ یُصِیْرُ مُلْکاً عَضُوضاً

کہ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ اُس کے بعد دانتوں سے کاٹنے والی ملکویت آجائے گی۔

اِس خلافت سے مُراد ظاہری خلافت فراد ہے۔ جس میں پانچ خلفاء گزرے ہیں۔ اور تیس سال سیّدنا امام حسنؑ پر پورے ہو گئے۔ لہذا تیس سال والی حدیث کو ظاہری خلافت پر محمول کیا جائے۔ اور بارہ خلفاء کی حدیث کو باطنی خلافت پر محمول کیا جائے۔

ولایتِ آئمہ اہل البیت

حضرت سلیم بن قیس الھلالیؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے مسجدِ نبوی میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کریم کو اصحابِ رسولؐ کی جماعت سے یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

اے لوگو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں تمہیں نماز کا حکم دیا اور میں نے تمہیں اُسکا طریقہ بتلایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزہ، زکوٰۃ اور حج کا حکم دیا پس میں نے تمہیں اُن کی تفسیر اور توضیح بتلائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ولایت کا حکم دیا۔ اور میں نے تمیں اِس پر گواہ بنایا۔

اَنَّھَا لِھٰذَا خَاصَّۃٌ وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلِیٌّ بْنِ اَبِیطَالِبِ ثُمَّ لِایُفَارِقُوْنَ

الْقُرآنَ وَلَا يُفَارِ قُهُمُ الْقُرآنَ حَتّٰی يَرِ دُوْا عَلَیَّ حَوْضِیَ [1]

یہ ولایت اِس کے ساتھ خاص ہے اور اپنا ہاتھ علی ابن ابیطالب پر رکھا پھر اس کے بعد اس کے دو بیٹوں کے ساتھ پھر اُن اوصیاء کے ساتھ جو اُس کے بعد اُسکی اولاد سے ہیں۔ وہ قرآن سے جُدا نہیں ہونگے۔ اور قرآن اُن سے جُدا نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔

آئمہ اہل البیت گناہوں سے پاک ہیں

مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اور فاطمہؑ اور اُنکے دونوں بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کو جمع کیا پھر ہم پر چادر ڈالی۔ اور دعا فرمائی۔

اے اللہ یہی میرے اہلبیت ہیں۔ جس نے ان کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیّت دی۔ اور جس نے ان سے جنگ کی اُس نے مجھ سے جنگ کی۔ اے اللہ ان سے ہر رجس کو دُور رکھ اور پاک کر دے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔ تو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں بھی اِن میں سے ہوں تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ تم بھلائی پر ہو۔

---

[1] فرائد السمطین ج ۱ ص ۳۱۶ امام حموینیؒ

اِنَّمااَنزَلَتْ فِي وَفِي اَخِيُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيطَالِبٍ وَفِيُ اِبْنَىُ وَفِي تِسْعَةٍ مِنُ وَلَدِابْنِيَ الْحُسَينَ خَاصَّةٌ لَيس مَعَنَا فِيُهَا لِاَحَدٍشَرِكًا[1]

بے شک یہ آیت میرے اور میرے بھائی علیؑ بن ابیطالب اور میرے دو بیٹوں اور میرے بیٹے حسینؑ کی اولاد سے نو کے ساتھ خاص ہے۔ اور ہمارے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں۔

مذکورہ بالا روایت میں اولادِ حسینؑ کے نوافراد سے مراد۔ سیّدنا امام زین العابدینؑ، سیّدنا امام محمد باقرؑ، سیّدنا امام جعفر صادقؑ، سیّدنا امام موسیٰ کاظمؑ، سیّدنا امام علی رضاؑ، سیّدنا امام محمد تقیؑ، سیّدنا امام علی نقیؑ، سیّدنا امام حسن عسکریؑ اور سیّدنا امام محمد مہدیؑ مراد ہیں۔

حضرت شیخ احمد جامیؒ اور آئمہ اہل بیتؑ

شیخ احمد جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے متعلق حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ اپنی کتاب ''النفحات'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ شہر جام کے قریب ایک پہاڑ کی غار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جذبِ قوی کے ساتھ داخل ہوئے آپ کی عمر اُس وقت بیس سال تھی۔ آپ غار میں بغیر کھانے پینے کے غار میں اٹھارہ سال تک قیام پذیر رہے۔ پتے اور جڑیں آپ کا کھانا تھا۔ چالیس

[1] السمط الاول من فرائد السمطین ص ۳۱۶ لامام جوینی شافعیؒ

برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کی ہدایت کا حکم دیا۔ آپ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ جو تقریباً ایک ہزار ورق پر مشتمل تھی۔ اس کتاب کے مطالب کی گہرائیوں کو دیکھ کر وقت کے علماء اور حکماء ششدر رہ گئے۔ آپ اِس اُمت میں عجیب شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے حلقۂ ارادت ہیں جو مرید داخل ہوئے۔ اُن کی تعداد سات ہزار پر مبنی ہے۔ آپ آئمہ اہل البیت کی بارگاہ میں اپنی عقیدت و محبت کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

من ز مہر حیدرم ہر لحظہ اندر دلِ صفاست

از پئے حیدر حسن مارا امام و رہنماستہ

میرے دل باصفا کے اندر ہر گھڑی محبتِ حیدر کروٹیں لیتی ہے۔ اور جناب حیدرِ کرار کے بعد میرے رہنما اور امام۔ امام حسنؑ ہیں۔

ہمچو کلب اُفتادہ اَم بر آستانِ بوالحسن

خاکِ نعلینِ حسین از ہر دو چشم تو قیامت

میں ابوالحسنؑ مولائے علیؑ کے آستاں کا سگ ہوں۔ اور امام حسینؑ کے نعلین پاک کی خاک میری آنکھوں کا سُرمہ ہے۔

عابدین تاج سر و باقر دو چشم روشنم

دینِ جعفرؑ برحق است و مذہب موسیٰؑ رواست

امام زین العابدینؑ میرے سر کا تاج ہیں۔ اور امام باقرؑ سے میری دونوں آنکھیں روشن ہیں۔ سیّدنا امام جعفر صادقؑ کا دین حق ہے۔ اور امام موسیٰ کاظمؑ کا مذہب جاری و ساری ہے۔

اے موالی وصف سلطانِ خراسان را شنو

ذرہ خاکِ قبرش دردمنداں را دواست

اے موالیءِ باصفا خراسان کے شہنشاہ (سیّدنا امام علی رضاؑ) سے کہنا کہ اُن کی قبر مبارک کی خاک کا ذرہ دردمندوں کے لئے دوا ہے۔

پیشوایءِ مومناں است ای مسلمانانِ تقی

گر نقی را دوست داری بر ہمہ مذہب رواست

اے مسلمان۔ سیّدنا امام تقیؑ صاحبانِ ایمان کے مقتدا اور پیشوا ہیں اور اگر تُو امام نقیؑ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اُن کی دوستی ہر مذہب پر لازم ہے۔

عسکری نورِ چشم عالمست و آدم است

ہمچو یک مہدی سپہ سالار در عالم کی است

سیّدنا امام حسن عسکریؑ عالمین اور آدمیت کے نورِ چشم ہیں اور امام مہدیؑ جیسا

سالار اس جہاں میں کہاں مل سکتا ہے۔

اوصیاء کے نام بزبان خیر الانامؐ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ روایت فرماتے ہیں۔ کہ ابوذر غفاریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کچھ مسائل دریافت کیے پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ ۔آپ کے بعد جو اوصیاء ہونگے۔ اُنکے متعلق کچھ فرمایئے۔ تاکہ میں ان سے تمسک کروں۔ آپؐ نے فرمایا اوصیاء بارہ ہونگے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا۔ کہ ہم نے تورات میں بھی ایسے ہی دیکھا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا۔ یارسولؐ نام تو بتایئے آپؐ نے فرمایا۔

اَوَّ لُهُمْ سَيِّدُ الْاَوْصِيَاءَ اَبُوْلَا ثُمَّةِ عَلِىٌّ اَبْنَاحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَتَمَسَّک بِهِمْ فَلَايَغُرِنُکَ جَهْلَ الْجَاهِلِيْنَ فَاِذَا وَلَدَعَلِىُّ بْنُ الْحُسَيْنُ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ يَقْفِى اللّٰهُ عَلَيکَ وَيَكُوْنَ آخرَذَادَكَ مَنَ الدُّنُيَاتَشْرِبَهَ لَبِنَ شِرِبَةٌ فَقَالَ جَنْدَلُ وَجَدْ نَافِى التَوْرَاةِ وَفِى كُتُبِ الْاَنبِيَاءَ ايلِيَاوَشَبَّروشبَيّر فَهٰذِهِ اِسْمُ عَلِى وَالْحَسَن وَالْحُسَيَن فَمَنْ بَعَدالْسَينُ وَمَااَسَامِيُهِمْ قَالَ اِذَاانْقَطَعَتْ مُدَّةُ الْحُسَيْنُ فَالْاِمَامُ بَعْدَهُ عَلِىُ وَيُلَقَّبُ بذينِ العابدِينَ فَبعْدَهُ اِبْنَهُ

مَحَمّدُ یُلَقَّبُ بِبَاقِرِ فَنبعْدهٗ اِبْنَهٗ جعفرُ یُدعیٰ بِصَادِقٍ فَبَعْدَہٗ اِبْنَهٗ مُوسیٰ یُدعیٰ بِالْکَاظِمِ فَبعدَہٗ اِبْنَهٗ بِنَهٗ عَلِیّ یُدعیٰ بِرِضا فَبعدَہٗ مُحَمّدٌ یُدعیٰ بِالتَّقِی وَالذَّکِیْ وَالذَّکِیِ وَبَعْدَہٗ اِبْنَهٗ عَلِیٌّ یُدعیٰ بِالنَّقِیِ وَالْهَادِیْ فَبعْدَہٗ اِبْنَهٗ اِبْنَهٗ الْحَسَنُ یُدعیٰ بِالْعَسکِرِیْ وَبَعدَہٗ اِبْنَهٗ مُحَمّدُ وَدعیٰ بِالْمَهْدِیْ وَالْقَائِمِ وَالْحُجَّةِ فَیَغِیبُ ثُمَّ یَخْرُجُ وَیَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسطاً وَعَدلاً کَمَامُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً طُوبیٰ لِلصَّابِرِیْنَ بِغَیْبَةٍ وَطُوبیٰ لِلْمُتَّقِیْنَ عَلیٰ حُجّتِهِمْ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ وَصَنَعهُمُ اللّٰهُ وَفِی کِتَابِهٖ وَقَالَ هُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُوْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[1]

اُن میں پہلے اوصیاء کے سردار اماموں کے باپ علیؑ ہیں۔ پھر اُنکے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ان سے تمسک رکھنا۔ پس جاہلوں کی جہالت تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ پس اسوقت حسینؑ کے بیٹے علی زین العابدینؑ پیدا ہونگے۔ اور اُس وقت اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی کو پورا کرے گا۔ دنیا سے تمہارا آخری زاد دُودھ کا گھونٹ ہوگا۔ جو تم پیو گے۔ جندل نے عرض کیا کہ ہم توارت میں اور کُتب انبیاء میں ایلیا و شبر شبیر پایا ہے۔ اور یہ علیؑ، حسنؑ

---

[1] ینابیع المودة باب نمبر ۷۶ للقندوزی حنفیؒ

وحسینؑ کے نام ہیں۔اوراب فرمائیے۔حسینؑ کے بعد کون ہوگا۔اوراُنکے نام کیاہونگے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔جب حسینؑ کی مدتِ حیات ختم ہوجائے گی۔تواُن کے بعد علیؑ جن کا لقب زین العابدینؑ ہے۔اُن کے بعد اُن کا بیٹا محمدؑ جن کالقب باقرؑ ہے اُن کے بعداُن کا بیٹا جو جعفرؑ ہے۔جوصادقؑ کہلائے گا۔اوراُن کے بعداُن کا بیٹا موسیٰؑ جوکاظمؑ کے نام سے پکارا جائے گا۔اُن کے بعداُن کا بیٹا علیؑ جو رضاؑ کہلائے گا۔اوراُنکے بعداُن کا بیٹا محمدؑ جوتقیؑ اور ذکی کے نام سے پکارا جائے گا۔اُن کے بعداُن کا بیٹا علیؑ جونقیؑ اور ہادی کے نام سے مدعو ہوگا۔اُن کے بعداُن کا بیٹا حسنؑ جوعسکریؑ کے نام سے پکارا جائے گا۔اُن کے بعداُن کا بیٹا محمدؑ جومہدیؑ قائم اور حجّت کہلائے گا۔(میرے وصی اورامام ہونگے)مہدیؑ غیب ہوجائیں گے۔پھرظاہرہونگے۔اورزمین کوعدل وانصاف سے بھردیں گے۔جس طرح وہ ظلم وستم سے پُر ہوگی۔اس کے زمانہ غیبت میں صبر کرنے والے خوش نصیب ہوں گے۔اورمتقین بھی اپنی حجّت پرخوش نصیب ہونگے۔یہی وہ لوگ ہیں۔جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تعریف فرمائی ہے۔قرآن ہدایت ہے ان متقی لوگوں کے لئے جوغیب پرایمان رکھتے ہیں۔

علم مصطفیٰ

تاجدارِ کائنات ۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنے والوں کو اِس بات پر خوب غور کرنا چاہیے ۔کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مستقبل میں آنے والے آئمہ ھدیٰ ۔ کے صرف نام کی خبر نہیں دی بلکہ اُن کے القابات تک خبر دی ۔اور اپنے پیارے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،کو اُن کی موت کا وقت بھی بتادیا ۔اور آخری وقت اُن کی جو خوراک ہوگی وہ بھی بتادی ۔حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں ۔

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ الْفَجْرِ . وَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ . فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ . فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا [۱]

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز فجر میں ہماری امامت فرمائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے ۔اور ہمیں خطاب فرمایا ۔یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا ۔ پھر آپ نیچے تشریف لے آئے ۔نماز پڑھائی بعد ازاں پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے ۔اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہوگیا ۔پھر منبر سے نیچے

---

[۱] الترمذی فی السنن ۷/۸۳ ۷ الرقم ۲۱۹۱

تشریف لے آئے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ پس آپ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دے دی۔ جو جو آج تک وقوع پزیر ہو چکی تھی۔ اور جو قیامت تک ہونے والی تھی۔ حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم میں زیادہ جاننے والا وہی ہے جو ہم میں سب سے زیادہ حافظہ والا تھا۔

صادقین سے مراد کون ہیں

محدثؒ کبیر ابراہیم بن محمد شافعی متوفی ۷۳۰ ھجری تحریر فرماتے ہیں۔

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا۔ ایک جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُو اتَّقُو اللّٰهَ وَ کُوْنُوْ مَعَ الصَّادِقِیْنُ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ سے کون مراد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سلمان فارسیؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہؐ

عَامَّةُ هٰذَا اَمْ خَاصَّةُ

کہ اس آیت سے عام لوگ مراد ہیں یا خاص

قَالَ. اَمَّا الْمُوْ مِنُوْنَ فَعَامَّةُ الْمُوْمِنِیْنَ اُمِرُوْا بِذٰلِکَ

آپ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والوں سے عام مومنین مراد ہیں۔ جن کو ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَاَمَّاالصَّادِقُوْنَ فَخَاصَّةٌ لِاَخِیْ عَلِیٍّ وَاَوْصِیَائِیْ مِنْ بَعْدِہٖ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ [1]

اور صادقون سے مراد خاص۔ میرے بھائی علیؑ اور میرے اوصیاء جو اُن کے بعد قیامت تک ہونے والے ہیں۔

اوصیاء سے مراد آئمہ اہل بیت ہیں۔ جو یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے بالواسطہ وصی ہیں۔ اور بلاواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء ہیں۔ مندرجہ بالا آیت آئمہ اہلبیت کی صداقت پر گواہ ہے۔ اور اُن کے ساتھ تمسک پر دلیل ہے۔ جیسا کہ حدیث ثقلین میں بیان ہوا ہے۔۔

اصحابؓ رسولؐ کی گواہی

لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ

تا کہ گواہ ہو رسول تم پر تم گواہ ہو لوگوں پر (سورۃ الحج)

جب یہ آیات نازل ہوئیں۔ تو حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

---

[1] فرائد السمطین فی فضائل المرتضٰی والبتول والسبطین ص ۳۱۷

مَنْ هٰؤُلاۤءِ الَّذِيْنَ اَنْتَ عَلَيهِمْ شَهِيْدٌ وَهُمْ شُهَدَاۤءِ عَلَى النَّاسِ قَالَ عَنّي بِذَلِكَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً خَاصَّةً دُوْنَ هٰذِهِ الاُمَّةِ قَالَ سَلْمَانُ بَيِّنْهُمْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا وَاَخِيْ عَلِيٌّ وَاَحَدَ عَشَرَ مِنْ وَلَدِيْ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ [1]

یارسول اللہ۔ یہ کون لوگ ہیں۔ جن پر آپ گواہ ہیں۔ اور وہ لوگوں پر گواہ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میرے سمیت وہ تیرہ مرد ہیں۔ یہ حکم اس اُمت کے علاوہ اُن کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت سلیمان فارسیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اُن کو ہمارے لیے بیان فرمایئے۔ پس سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا وہ میں ہوں۔ اور میرے بھائی علیؑ ہیں۔ اور اُن کے علاوہ گیارہ مرد میری اولاد سے ہیں۔ یعنی امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ، امام علی رضاؑ، امام محمد تقیؑ، امام علی نقیؑ، امام حسن عسکریؑ، امام محمد مہدیؑ مراد ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے گواہی دی۔ کہ بالکل اسی طرح رسول اللہ نے فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا استفسار

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں ایک دن مولائے کائنات حضرت علی

---

[1] ایضاً

کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اور آپؑ کے ساتھ نبی کریمؐ کے اصحاب کی جماعت بھی تشریف فرما تھی۔ چنانچہ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اصحابِ رسول سے فرمایا۔ کہ جب قرآن مجید کی یہ آیت

اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیکُم نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً

نازل ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی اور فرمایا اللہ اکبر۔ میری نبوت تمام ہوئی۔ اور میرے بعد علیؑ کی ولایت سے دین تمام ہوا

فَقَامَ اَبُوبَکرٍ وَعُمرٍ. فَقَالَا. یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ الْاٰیٰتِ خَاصَّۃٌ فِی عَلِیٍّ. قَالَ بَلیٰ فِیْہِ وَفِیْ اَوْصِیَائِی اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. قَالَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بَیِّنْھُمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ اَخِیْ وَوَزِیْرِیْ وَوَارِثِی وَوَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ وَوَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَیْنُ ثُمَّ تِسْعَۃٌ مِنْ وَلَدِ اِبْنِی الْحُسَیْنُ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ اَلْقُرآنُ مَعَھُمْ وَھُمْ مَعَ الْقُرآنِ لَایُفَارِقُوْنَہٗ وَلَایُفَارِقُھُمْ حَتّٰی یَمرِدُوْا عَلَی الْحَوْضِ [1]

پس حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے عرض کی

[1] ایضاً ص ۳۱۵ طبع بیروت

یارسول اللہؐ یہ آیات خاص علیؑ کیلئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اس میں علیؑ ہے اُس کے بعد قیامت تک آنے والے میرے اوصیاء ہیں۔ دونوں حضرات نے کہا یارسول اللہؐ ہمارے لئے وضاحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وارث، میرا وصی اور میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کا ولی علیؑ ہے۔ پھر اُس کے بعد حسنؑ ہے، پھر حسینؑ ہے، پھر میرے بیٹے حسینؑ کی اولاد سے نو وصی ہونگے۔ قرآن اُن کے ساتھ ہوگا اور وہ قرآن کے ساتھ ہونگے۔ وہ قرآن سے جدا نہیں ہونگے۔ اور قرآن اُن سے جدا نہیں ہوگا۔ حتی کہ وہ قیامت کے دن مجھے حوضِ کوثر پر ملیں گے۔

فَقَالُوْ کُلُّهُمْ نَعَمْ وَسَمِعْنَاذٰلِکِ وَشَهِدْنَا کَمَاقُلْتَ

پس اصحابِؓ رسولؐ کی جماعت نے کہا۔ اے علی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے حدیث کو روایت کیا۔ ہم نے بھی اِسی طرح سُنا اور ہم گواہ ہیں۔ جس طرح آپ نے کہا۔ اِسی طرح ہے

آئمہ اہل البیتؑ اور قرآن

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو میں تم میں دو وزنی چیزیں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اہل بیت چھوڑ رہا ہوں۔ تم ان کا دامن پکڑے رکھو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ پس اُس کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَکُلُّ اَھْلِ بَیْتِکَ؟

یارسول اللہ۔ کیا آپ کی ساری اہل بیتؑ

قَالَ لَا. وَلٰکِنْ اَوْصِیَائِیْ مِنْھُمْ اَوَّلُھُمْ اَخِیْ وَوَزِیْرِیْ وَوَارِثِیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِی اُمَّتِیْ وَوَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ ھُوَاَوَّلُھُمْ ثُمَّ اِبْنِی الْحَسَنِ ثُمَّ اِبْنَ الْحُسَیْنُ ثُمَّ تِسْعَۃٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنَ. وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ حَتّٰی یَرِدُوْا عَلَی الْحَوْضِ ھُمْ شُھَدَاءِ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ وَحُجَّتَہٗ عَلٰی خَلْقِہٖ وَخُزَّانُ عِلْمِہٖ وَمَعَادِنُ حِکْمَتِہٖ. مَنْ اَطَاعَھُمْ اَطَاعَ اللّٰہ وَمَنْ عَصَاھُمْ عَصَی اللّٰہَ فَقَالُوْ کُلُّھُمْ. نَشْھَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ذٰلِکَ [1]

رسول اللہؐ نے فرمایا نہیں۔ لیکن میرے اوصیاء جن میں پہلا میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وارث اور میرے بعد ہر مومن کا ولی علی ہے۔ اور اُس کے بعد میرا بیٹا حسنؑ پھر میرا بیٹا حسینؑ پھر حسینؑ کی اولاد میں نو ایک کے بعد دوسرا

---

[1] ایضاً ج ۱ ص ۱۸،۳۱۷

مراد ہیں۔حتیٰ کہ یہ مجھے حوضِ کوثر پر ملیں گے۔یہ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔اوراُسکی مخلوق پر حجت اور اللہ تعالیٰ کے علم کے خزائن اوراُسکی حکمت کے معادن ہیں۔جواُن کی اطاعت کرے گا گویاوہ اللہ کی اطاعت کرے گا۔اوراُنکی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگی۔اُس کے بعدسب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا۔کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح ارشادفرمایا۔

مندرجہ بالاروایت میں۔ ثُمَّ تِسعَةُ مِنْ وُلدِ الحُسَین

سے مراد حضرت امام حسینؑ کی اولاد سے ہونے والے نوامامؑ ہیں۔اور وَاحِدُ بَعْدَ وَاحِدِ میں اُن کا یکے بعد دیگرے بغیر کسی تعطل سے ہونا ثابت ہے۔امام حسینؑ کی اولاد سے ۹ کا اشارہ

درج ذیل آئمہ کرام کی طرف ہے۔

(۱)سیّدناامام زین العابدین (۲)سیّدناامام محمد باقرؑ

(۳)سیّدناامام جعفرصادقؑ (۴)سیّدناامام موسیٰ کاظمؑ

(۵)سیّدناامام علی رضاؑ (۶)سیّدناامام محمد تقیؑ

(۷)سیّدناامام علی نقیؑ (۸)سیّدناامام حسن عسکریؑ

(۹)سیّدناامام محمد مہدی علیہم السلام۔

کلامِ حضرت عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نسبی تعلق حضرت امام جعفر صادقؑ سے ملتا ہے۔ آئمہ اھل بیتؑ سے حضور یوں حقیقت حال کا اظہار فرماتے ہیں۔

وصیِ مصطفیٰؐ علی ہست بگو   بخدا رہ نما علی ہست بگو
سرورِ اولیاء علی ہست بگو   نورِ ایمانِ ما علی ہست بگو

ترجمہ: مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم جناب مصطفیٰؐ کے وصی ہیں۔ خدا کی قسم مولا علی ہمارے راہنما ہیں۔ مولا علی اولیاء کے سردار ہیں۔ مولا علیؑ ہمارے ایمان کا نور ہیں۔ اس حقیقت کا تم بھی اظہار کرو۔

نورِ تاباں مہر شاہِ نجف   حسن المجتبیٰ بود اشرف
دامنِ اُو بود مرا در کف   نیست باقی مراز خوف تلف

سیدنا امام حسنؑ کا چمکتا ہوا نور شاہِ نجف کے روشن سورج کی مانند ہے۔ امام حسنؑ کی ذاتِ گرامی بہت بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ مجھے کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہے۔ کیونکہ میرے ہاتھ میں امام حسنؑ کا دامن ہے۔

گوہر شاہِ وارا ابنِ علیؑ   گشت روشنی خفی و جلی
شاہِ شاہاں حسینؑ ابنِ علیؑ   گردنِ دشمنش زنم ازلی

سیدنا امام حسینؑ وہ گوہر نایاب ہیں۔ جنکی روشنی ظاہر اور باطن میں پھیل گئی ہے۔ حسینؑ ابن علیؑ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ آپ کے دشمنوں کی گردن ازل سے جھکی ہوئی ہے۔

نورِ چشم شہیدِ کربلا عابدیں اوہ راضی رضا بقضا

ہر کہ ظالم بود آل العبا لعن خصمش کنم صبح و مسا

سیدنا امام زین العابدینؑ شہیدِ کربلا امام حسینؑ کی آنکھوں کا نور ہیں۔ وہ رضائے حق پر بسر و چشم راضی ہیں۔ آلِ عبا پر ظلم کرنے والوں پر میں صبح و شام لعنت کرتا ہوں۔

آں نبی صورت علیؑ افعال باقر و دین پناہ نیک خصال

ناطق نطق ایزد متعال دلم از مہرِ اُوست مالا مال

سیدنا امام باقرؑ نبی کریمؐ کی صورت اور مولا علیؑ کی سیرت میں مشابہت رکھتے ہیں۔ آپ خداوند متعال کی تائید سے عقل و خرد رکھنے والوں کو عاجز اور خاموش کر دینے والے ہیں۔ میرا دل اُن کی محبت سے پُر ہے۔

وارثِ دین پاک پیغمبرؐ مذہب شرع صادق و جعفرؑ

واقفِ راز خالقِ اکبر ہست تشبیہ شانِ پیغمبرؐ

سیدنا امام جعفر صادقؑ شریعت۔ مذہب اور پیغمبر کے دین کے وارث

ہیں۔اور خالقِ اکبر کے رازوں سے آگاہ ہیں۔اور آپ شانِ مصطفیؐ کی تشبیہ ہیں۔

موسیٰ کاظمؑ آں امامِ بحق است اسلام راغرورورونق
منکر اُو است کافرِ مطلق بشنو ای خارجی خراحمق

سیدنا امام موسیٰ کاظمؑ امام برحق ہیں۔اور اسلام کی رونق اُنہی سے دوبالا ہے اے خارجی بے وقوف گدھے اُن کا منکر سراسر کافر ہے۔

شاہِ دیں علی رضاؑ است بگو چوں علی مظہرِ خدا است بگو
بلکہ خود عین مرتضیٰؑ است بگو خصمِ اُو دشمنِ خدا است بگو

سیدنا امام علی رضاؑ شاہِ دیں ہیں۔جس طرح مولا علیؑ مظہرِ صفات خدا ہیں بلکہ وہ ہو بہو مرتضیٰؑ ہیں۔اُن کا دشمن دشمنِ خدا ہے۔تم بھی اس حقیقت کا اعلان کرو۔

التقیا باتقیؑ تمام کنم تقوی آں تقیؑ امام کنم
فیض اُو بہر خاص وعام کنم لعن بر دشمناں مدام کنم

سیدنا امام محمد تقیؑ۔تمام متقیوں کے تقی۔اُن پر تقوی کو تمام سمجھتا ہوں۔اُن کا فیض خاص وعام کیلئے جاری ہے۔میں اُنکے دشمنوں پر ہمیشہ لعنت کرتا ہوں۔

قبلہ دین من علی نقیؑ پاک و معصوم ہست شانِ علی
مہر است مہر دین نبیؐ کشتۂ اُمرائے اُو لعینی و شقی

سیدنا امام علی نقیؑ میرے دین کا قبلہ ہیں۔ آپ مولا علی کی طرح پاک اور معصوم ہیں۔ آپ دینِ نبیؐ کیلئے سراپا محبت و الفت ہیں۔ آپ کے قاتل حکمران شقی اور لعین ہیں۔

حسن العسکریؑ بمثلِ حسن اِنس و جان را امامِ شاہِ زمن
خُلقِ اُو بود چوں نبیؐ احسن حاسدش را منم عیاں دشمن

سیدنا امام حسن عسکری مثلِ امام حسنؑ کے ہیں۔ وہ جن و انس کے امام اور زمانے کے بادشاہ ہیں۔ اُن کا اخلاق نبی کریمؐ کی طرح عالی و احسن ہے اُن سے حسد کرنے والوں کا میں کھلا دشمن ہوں۔

باصفات علیؑ بن ابی طالب مہدی و ہادی شاہ و غالب
حُبِّ اُو شہنشاہ بر ہمہ واجب بر ظہورش منم ز جان و قلب

سیدنا امام مہدی۔ مولا علیؑ کی صفات کے حامل ہیں۔ وہ ہادی و مہدی بادشاہ اور غالب ہیں۔ اُس شہنشاہ کی محبت ہر ایک پر واجب ہے اُن کا ظہور میرے دل و جان پر ہے۔

(سوانح قلندر راز مشتاق سرور بارچو)

اللہ تعالیٰ کا انتخاب

حضرت شیخ محمد صالح کشفی رحمۃ اللہ علیہ مولا علیؑ کی روایت نقل فرماتے ہیں۔

ازامیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم مرویست کررسول اللہ گفت ای علی بدرستیکہ خدای تعالےٰ واقف ودیدہ ورشُد بردنیاپس برگزیدہ مرابرمردان عالمیان بعدازاں مطلع شُد مرتبہ دوم برگزیدہ ترابرمردان عالمیان پس مطلع شُد مرتبہ سوئم آئمہ رااز فرزندانِ تو۔ برمردان عالمیان پس مطلع شُد مرتبہ چہارم برگزیدہ فاطمہؑ رابرزنانِ عالمیان ؎۱

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ بے شک اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا سے مجھے منتخب کیا۔ اور دوسری نظر میں تجھے منتخب کیا۔ اور تیسری نظر میں تیری اولاد سے اماموں کو پوری دنیا سے منتخب کیا۔ اور چوتھی نظر میں فاطمہؑ کو عالمین کی عورتوں پر منتخب کیا۔

رشید احمد گنگوہی اور آئمہ اہل بیت

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔ کہ ہم سب بارہ امام کو امام ومقتداء دین وقطب ارشاد کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور حضرت علی اور امام حسنؑ چھ مہینے کے لیے امام ظاہر بھی ہوئے۔ اور دیگر آئمہ امام ظاہری نہیں ہوئے۔ اگر چہ اِن تمام آئمہ اہل بیت میں لیاقت امامتِ ظاہری کی سب معاصرین سے زیادہ تھی۔ ؎۲

؎۱ مناقبِ مرتضوی باب دوم ص ۹۷ ؎۲ امام زین العابدین ص ۲۹۹

شاہ ولی اللہ اور آئمہ اہل بیتؑ

شاہ ولی اللہ مقالتہ الوضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس فقیر کو معلوم ہوا۔ کہ بارہ امام رضی اللہ عنہ بعض نسبتوں میں سے اقطابِ نسبتی ہیں۔ اور تصوف کا رواج ران کے زمانہ ظاہری کے ختم ہونے کے ساتھ ہی پیدا ہوا ہے۔[1]

مولانا وحید الزمان اور آئمہ اہل بیت

علامہ وحید الزمان۔ جن کا شمار غیر مقلدین میں ہوتا ہے۔ اپنی شہرہ آفاق ""ھدیۃ المھدی"" میں لکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی اہل حدیث خارجیوں اور ناصبیوں کے طریق سے بری ہیں۔ جو اہلبیتؑ کرام اور آئمہ اطہار سے بُغض رکھتے ہیں۔ پس اُن کا طریق اِسی طریقہ کی مثل اور جادہ فضل ہے۔ اُن کی اُن سے صلح ہے۔ جن کی اہلبیت سے صلح ہے۔ اور اُن سے جنگ ہے جن کی اہل بیت سے جنگ ہے۔ اور اگر سیدنا علیؑ اور معاویہ کے درمیان ہمارے زمانے میں جنگ ہوتی تو ہم حضرت علی کے ساتھ ہوتے۔ اور پھر اُن کے بعد امام علیؑ بن حسینؑ کے ساتھ۔ پھر اُن کے بعد اپنے امام حضرت محمدؑ بن علی کے ساتھ۔ پھر اُنکے بعد اپنے امام حضرت جعفر بن محمدؑ کے ساتھ۔ پھر اُنکے

---

[1] ایضاً

بعد اپنے امام موسیٰؑ بن جعفرؑ کے ساتھ۔ پھر اُنکے بعد اپنے امام حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ کے ساتھ۔ پھر اُنکے بعد اپنے امام حضرت محمدؑ بن علی تقیؑ کے ساتھ پھر اُنکے بعد اپنے امام حضرت علیؑ بن محمد النقیؑ کے ساتھ۔ پھر اُن کے کے بعد اپنے امام حضرت حسن بن محمد العسکری کے ساتھ ہوتے۔ پھر اگر ہم باقی رہے تو انشاء اللہ العزیز اپنے امام حضرت محمد بن عبداللہ مہدیؑ فاطمی منتظر کے ساتھ ہونگے۔ فی الحقیقت یہی بارہ امام امیر ہیں۔ ان پر سید المرسلینؐ کی خلافت اور دین متین کی ریاست منتھی ہوتی ہے۔ اور یہی آسمان ویقین کے آفتاب ہیں۔ رہے بنواُمیہ اور بنوعباس کے بادشاہ تو وہ دین کے امام نہیں بلکہ اُن میں سے چوری غالب آنے والے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کا خون بہایا۔ اور زمین کو ظلم وجوراور سرکشی سے بھردیا۔ جیسا کہ حضور رسالتماب صلی اللہ علی وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کے زمانہ میں عدل وانصاف اور نور وایمان سے بھر گئی تھی۔

الہی ہمارا حشرانہی باہ اماموں کے ساتھ کرنا اور یوم نشر تک انہی کی محبت پر ثابت رکھ۔

شاہ عبدالعزیزؒ اور آئمہ اہل بیتؑ

آئمہ اہل بیتؑ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہیں۔ اور نبی

کریمؐ صاحبِ شریعت۔ لہذا آئمہ اہل بیت بھی صاحب شریعت کے نائب ہوئے۔ اور آئمہ اہل بیت نے جو مشکل کام طریقت اور ولایت کا تھا۔ اس کو اختیار کیا عبادت، ریاضت اور تربیتِ باطن میں مشغول ہوئے۔ اِسی لیے علمِ طریقت کے اسرار زیادہ تر آئمہ اہل بیت سے ہی منقول ہے۔ اور اہل سنت وجماعت نے ولایت اور طریقت کے سلاسل کو آئمہ اہل بیت کی طرف ہی منسوب کیا ہے۔ اور حدیثِ ثقلین کا اشارہ بھی اِسی طرف ہی ہے۔[1]

نعثل یہودی کے سوالات

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ نعثل نامی یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اے محمدؐ میں آپ سے چند چیزیں پوچھتا ہوں۔ جو مدت سے میرے دل میں کھٹک رہی ہیں۔ اگر آپ نے اِن کا مجھے جواب دے دیا تو میں۔ آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہو جاؤں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوعمارہ پوچھو۔ چنانچہ اُس نے کہا مجھے اپنے رب کی صفت بیان فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اُس کی صفت صرف اتنی بیان ہو سکتی ہے۔ جس قدر خود اُس نے اپنی

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ ص ۷۵

صفت بیان کی ہے۔ پیدا کرنے والے کی توصیف کیونکر بیان ہو سکتی ہے۔ جس کو پانے سے عقلیں عاجز اور خیالات اس کو حاصل کرنے سے درماندہ ہیں۔ سوچ بچار اسکی حد معین نہیں کر سکتے۔ اور آنکھیں اُسکا احاطہ نہیں کر سکتیں جس قدر اُس کی صفت بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں۔ وہ اس سے بزرگ اور بلند ہے۔ دُور ہونے کے باوجود قریب ہے۔ قریب ہونے کے باجود دُور ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کہاں ہے وہ کیفیت اور اینونیت سے پاک ہے۔ وہ ایک ہے بے نیاز ہے۔ اسی طرح اُسنے خود اپنی تعریف کی ہے۔ تعریف کرنے والے اُسکی تعریف کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔ اور اُسکا کوئی ہمسر نہیں۔

یہودی نے کہا اے محمدؐ آپ نے سچ فرمایا مجھے اس فرمان سے آگاہ فرمایئے۔ کہ اُسکا کوئی مشابہ نہیں ہے۔ کیا اللہ ایک نہیں۔ اور انسان بھی ایک ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ واحدِ حقیقی احدی المغنی ہے۔ یعنی نہ اُس کے لئے کوئی جز ہے۔ اور نہ اُس کے لئے مرکب ہونا ہے انسان کا ایک ہونا ثنائی المعنی کے اعتبار سے ہے۔ جو رُوح اور بدن سے مرکب ہے۔

یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ مجھے اپنی وصی کے متعلق اگاہ فرمایئے وہ کون شخص ہے۔ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ ہمارے نبی موسیٰؑ بن عمران نے

یوشع بن نون کو وصیت کی تھی۔

آپؐ نے فرمایا میرے وصی علی بن ابیطالب ہیں اُن کے بعد میرے دو سبط ہیں۔وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔اور حسینؑ کے صلب سے نو امام پیدا ہونگے۔

یہوی نے کہا اے محمدؐ مجھے اُن کے اسماء سے اگاہ فرمایئے آپ نے فرمایا جب حسینؑ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔تو اُن کے فرزند علیؑ (زین العابدین) امام ہونگے جب وہ رخصت ہونگے۔تو اُن کے بیٹے محمدؑ (باقر) ہوں گے۔جب محمدؑ (باقر) رخصت ہونگے تو اُن کے فرزند جعفرؑ (صادق) ہوں ۔جب جعفرؑ (صادق) رخصت ہونگے۔تو اُن کے بیٹے موسیٰؑ (کاظم) ہونگے۔جب موسیٰؑ (کاظم) رخصت ہونگے۔تو اُن کے بیٹے علیؑ (رضا) ہونگے۔جب علیؑ (رضا) رخصت ہونگے۔تو اُنکے فرزند محمدؑ (تقی) ہوں گے جب محمدؑ (تقی) تشریف لے جائیں گے۔تو اُن کے بیٹے علیؑ (نقی) ہونگے۔جب علیؑ (نقی) رخصت ہونگے۔اور اُنکے بیٹے حسنؑ (عسکری) ہونگے۔جب حسنؑ (عسکری) رخصت ہونگے تو اُنکے فرزند حجت محمد مہدیؑ ہونگے۔

یہودی نے عرض کیا۔مجھے علیؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کی موت سے آگاہ فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔علیؑ سر کی ضربت سے قتل کیئے جائیں

گے۔ حسنؑ کو زہر سے قتل کیا جائے گا۔ اور حسینؑ کو ذبح کیا جائے گا۔

یہودی نے کہا اِن کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا جنت میں میرے درجے میں ہونگے۔

یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرات آپ کے بعد اوصیاء ہیں۔ میں نے گزشتہ انبیاء کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ کہ ہم لوگوں سے اس بات پر موسیٰؑ بن عمران علیہ السلام نے بھی عہد لیا تھا کہ جب آخری زمانہ آئے گا۔ تو ایک نبی تشریف لائیں گے۔ جن کا نام احمدؐ اور محمدؐ ہوگا۔ وہ انبیاء کے خاتم ہوں گے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آپ کے بعد بارہ اوصیاء ہونگے۔ پہلا وصی آپ کے چچا کا بیٹا ہوگا جو آپ کا داماد بھی ہوگا دوسرا اور تیسرا وصی دو بھائی ہونگے جو آپ کے فرزند ہونگے۔ ایک کو نبی کی اُمت تلوار سے اور دوسرے کو زہر سے اور تیسرے کو آپ کے اہلبیت کی ایک جماعت کے ساتھ تلوار سے پیاس کے ساتھ مسافرت کی جگہ قتل کرے گی۔ آپ کو گوسفند کے بچے کی طرح ذبح کیا جائے گا آپ قتل پر صبر کریں گے تا کہ آپ کے اہل بیت اور آپ کی اولاد کے درجات بلند ہوں۔ اور اپنے دوستوں اور اتباع کرنے والوں کو آگ سے نکال سکیں تو امام اس

تیسرے کی اولاد سے پیدا ہونگے۔ یہ اسباط کے عدد کے برابر بارہ ہیں۔
نبی پاکؐ نے فرمایا کیا تم اسباط کو جانتے ہو۔ اُس یہودی نے عرض کیا ہاں وہ بارہ حضرات تھے۔ اُن میں سے پہلا شخص "لاوی بن برضیا" تھا۔ یہ وہ حضرات ہیں جو ایک عرصہ تک بنو اسرائیل سے غائب رہے۔ پھر لوٹ کر واپس تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کے مٹ جانے کے بعد اِن کے ذریعہ ظاہر کیا۔ اُس نے قرسطیا بادشاہ کو قتل کیا تھا۔
آپؐ نے فرمایا میری اُمت میں بھی ایسا ہونے والا ہے جس طرح بنی اسرائیل میں ہوا تھا ہو بہو ایسا ہوگا ذرہ برابر فرق نہ ہوگا۔ میرے فرزندوں میں سے گیارواں فرزند غیب ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اُسکو کوئی نہیں دیکھے گا میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اُس کو خروج کی اجازت دے گا اُس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا اور اسکی تجدید کرے گا اُس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اِن حضرات کو دوست رکھا۔ اور اُس شخص کیلئے ہلاکت ہے جس نے اُن سے بُغض رکھا اور اُس شخص کیلئے خوشخبری ہے۔ جس نے ان کی ہدایت سے تمسک کیا۔[1]

---

[1] ینابیع المودۃ باب ۷۶ للقندوزی حنفیؒ

علیہ السلام کا جواز

اگر قرآن و احادیث اور اقوال فقہاء کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ آئمہ اہل البیتؑ کے ساتھ علیہ السلام لکھنا جائز ہے۔ جو لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ یا تو وہ لوگ ہیں۔ جو قرآن و سنت سے بے خبر ہیں۔ یا وہ لوگ ہیں جو ایک موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ اور یہ مرض پرانی ہونے کی وجہ سے اب ناسور کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ بنواُمیہ کے دور میں جب نبی کریمؐ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا یا پڑھا جاتا تھا تو خوارج بُغض اہلبیتؑ کا یوں اظہار کرتے۔ کہ اس میں لفظ آل کو ختم کر دیتے۔ اور دوسروں کو منع کرتے۔ کہ درود میں لفظ آل نہ پڑھا جائے۔ چنانچہ بخاری شریف کے پرانے نسخوں میں باب المناقب میں امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا کے نام کے ساتھ سلام اللہ علیہا لکھا۔ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب جذب القلوب کے ابتدائی صفحات میں جہاں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ذکر کرتے ہیں۔ وہاں علیہ السلام لکھتے ہیں۔ اعلیحضرت فاضل بریلویؒ نے اپنی مشہور منظوم کتاب ''حدائق بخشش'' میں جا بجا اہلبیتؑ اظہار پر لاکھوں سلام بھیجے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدثؒ ''سر الشہادتین'' میں امامین کریمین کے

ساتھ علیہ السلام لکھتے ہیں۔ غزالی زماں حضرت احمد سعید کاظمیؒ ''مقالات کاظمیہ'' میں اہلبیتؑ کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھتے ہیں۔ غرض کہ ایک طویل فہرست ہے۔ جس میں سے چند نمونے ہم نے پیش کیے ہیں۔ سمجھنے کیلئے یہ کافی ہیں۔ لیکن جن کی سمجھ بوجھ کو بغض اہلبیتؑ نے دیمک کی طرح چاٹ دیا ہے۔ اُن کیلئے ہزاروں حوالے بھی بے سُود ہیں۔ اس طرح آج بھی قرآن میں اگر غور خوض سے کام لیا جائے۔ تو بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۳۰ میں ارشاد فرماتا ہے۔

سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ

سلام ہو آل یاسین پر

اس آیت کے ذیل میں علامہ ابن حجر مکی نے ''صوائق محرقہ'' امام سیوطیؒ نے ''در منثور'' اور امام علاؤالدین نے ''تفسیر خاذن'' اور ان کے علاوہ بہت ساری تفاسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ اس آیت میں اِلْ یَاسِین سے مراد آل یاسین اور آل سین سے مُراد آل محمدؐ ہیں۔

سورۃ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰے

اور سلام ہو اُسکے چُنے ہوئے بندوں پر۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ اہلبیتؑ کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے آخری حبیبؐ کے لئے چُن لیا۔

یہی وجہ ہے کہ مرتضیٰ کا معنیٰ بھی چُنا ہوا۔ اور مجتبیٰ کا معنیٰ بھی چُنا ہوا ہے۔

اس طرح ہر مسلمان نماز میں

اَلسَّلامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

پڑھتا ہے۔ کہ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔

اِسے بار بار پڑھیے۔ اور غور کیجئے۔ اور پھر اپنے نظریے کو سامنے رکھ کر سوچیے کہ کہیں آپ نارِ سقر کا ایندھن تو نہیں بن رہے۔ اگر اہلبیتؑ کے ناموں کے ساتھ سلام حرام اور ناجائز ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے۔ کہ آپ ان عظیم المرتبت نفوس قدسیہ آل محمد کو نیک بندوں میں بھی شمار کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ جبکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ وہ صرف صالحین نہیں بلکہ صالحین کے بھی امام ہین۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کے ساتھ علیہ السلام نہ کہنا چاہیے اُن کی خدمت میں قرآن مجید کی آیت پیش ہے۔

وَسَلَامٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ (سورہ مریم)

سلام ہے اُس دِن پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوگا۔

مندرجہ بالا آیت حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے۔جس دن حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔اللہ تعالیٰ اُس دن پر سلام کہتا ہے۔جس دن فوت ہونگے اُس دن پر بھی سلام کہتا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔کہ غیر نبی پر سلام جائز ہے۔کیونکہ حضرت عیسیٰ نبی ہیں۔لیکن وہ دن تو نبی نہیں جس دن وہ پیدا ہوئے۔اور نہ ہی وہ دن جس دن فوت ہونگے۔

حدیث سے ثابت ہے۔کہ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔اور نماز کا جب وقت آئے گا۔تو امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے۔کہ آپ امامت کے فرائض سرانجام دیں لیکن حضرت عیسیٰؑ انکار کردیں گے۔ پھر امام مہدی امامت فرمائیں گے۔جبکہ حضرت عیسیٰؑ مقتدی ہونگے۔مقتدی کی شان یہ ہے۔کہ اُسکے یوم ولادت پر اللہ سلام بھیجتا ہے۔تو امامؑ کی شان کیا ہوگی۔

اسی طرح سورہ طٰہٰ میں ہے۔وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔سلام ہے اس پر جس نے راہ راست اختیار کی۔

جب ہدایت کی اتباع کرنے والوں پر سلام ہے تو جو بزبان مصطفیٰ کریمؐ ''آئمہ ھدیٰ'' ہیں۔اُن پر بدرجہ اولیٰ سلام کہنا جائز ہوگا۔

اَلسّلامُ علیکم۔ حقوق مسلمین میں ایک حق سلام ہے۔ جس پر ہر مسلمان عمل پیرا ہے۔ اگر آپ کا دوست آپ کے کسی جاننے والے کو کہتا ہے۔ کہ میرے دوست کو میرا اسلام کہنا۔ وہ آپ کو آپ کے دوست کا سلام پہنچاتا ہے۔ تو اس کا جواب یوں ہوگا۔ عَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَامَ تم پر سلامتی ہو اور اُس پر بھی سلام ہو۔

یہ تو اس سلام کی بات جو مسلمان ایک دوسرے کو حقوق مسلمین کے تحت دیتے ہیں۔ تاکہ اس سے باہمی محبت بڑھے۔ لیکن جو درود وسلام خالق کائنات بھیجتا ہے۔ وہ محمدؐ وآل محمدؑ پر ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ نبیؐ اور آل نبیؑ پانچ چیزوں میں مساوی ہیں۔

(۱) درود (۲) سلام (۳) طہارت

(۴) حرمتِ صدقہ (۵) مودۃ

لہذا اِن دلائل سے ثابت ہوا۔ کہ آئمہ اہل بیت کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام صرف جائز نہیں۔ بلکہ اولیٰ یہ ہے۔ اُن کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کہا جائے۔

کراماتِ آئمہ اہل بیتؑ

اسمِ علی کی کرامت:۔

حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں۔میرے مرشدِ پاک خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے ارشاد فرمایا جب حضرت داوٗد علیہ السلام ہاتھ میں لوہا لیا کرتے تو علیؑ کا نام لیتے تو لوہا نرم ہو جاتا تھا [1]

چند سیکنڈ میں قرآن ختم:۔

روایاتِ صیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب مولائے کائنات حضرت علیؑ شیرِ خدا سواری فرماتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو قرآن کی تلاوت شروع کرتے۔اور جب دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے۔تو قرآن مجید ختم فرما لیتے [2]

اہل طریقت اس بات سے آگاہ ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو تین طاقتوں سے نوازا ہے۔

(۱) طی زمانی (۲) طی مکانی (۳) طی لسانی

''طی'' کا معنی لپیٹنا ہوتا ہے۔طی زمانی کا مطلب کہ ایک زمانے کو دوسرے زمانے کے قریب کر دینا۔طی مکانی کا مطلب یہ ہے کہ ایک مقام کو دوسرے

---

[1] الفضل الفوائد ج ا ص ۴ [2] شواہد النبوہ ص ۲۸

مقام کے قریب کردینااورطی لسانی کا مطلب ہے۔گھنٹوں کے کلام کو سیکنڈوں میں بیان کردینا۔جب یہ طاقت اولیاءاللہ کو حاصل ہے۔تو جوہستی منبعِ ولایت ہےاورامامِ ولایت ہیں اُن کو خالق کائنات نے جن طاقتوں سے نوازا ہے وہاں انسانی عقل کی پرواز ختم ہوجاتی ہے۔یہ تو روحانیت کا میدان ہے۔عالمِ مادیت میں جدید ٹیکنالوجی کو دیکھ لیں کہ کمپیوٹر کی U.S.B پِن ایک بال پوائنٹ سے بھی کم حجم میں ہوتی ہے۔اس میں کئی بار قرآنِ پاک کا ڈیٹا محفوظ ہوسکتا ہے۔اور یہی ڈیٹا کمپیوٹر سے حاصل کرنے کیلئے پانچ منٹ سے بھی کم وقت لگتا ہے جب عقلِ انسانی کی ایجاد اِس تیزی کے ساتھ کی چیز کو پڑھ سکتی ہے۔تو حضرتِ انسان کو جس زمین پر نیابتِ الٰہی حاصل ہے۔اُس کو اللہ تعالیٰ نے جس طاقت اور قدرت سے نوازا ہے۔وہ بھی عقل میں آنے والی نہیں۔

علمِ علیؑ

مفتی قسطنطنیہ شیخ سلیمان حنفی قندوزیؒ۔حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ مولائے کائنات مولا علی مرتضیٰؑ کے ساتھ جارہے تھے۔فرماتے ہیں کہ ہمارا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں چیونٹیوں کی اس قدر بھر مارتھی کہ جیسے چیونٹیوں کا سیلاب آگیا ہو۔

میں نے عجیب وغریب منظر دیکھا تو میری زبان سے بے اختیار اللہ اکبر نکل گیا کہ وہ بہت ہی بڑا ہے۔ جو اِن چیونٹیوں کی تعداد کو شمار فرمانے والا ہے۔ مولا علیؑ نے فرمایا۔ ابوذر ایسا نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ ان کو پیدا فرمانے والا بہت بڑا ہے قسم ہے اُس ذات کی جس نے تمہیں اور مجھے انسانی صورت میں پیدا فرمایا۔ میں باذن اللہ تعالیٰ اِن کی تعداد کو بھی جانتا ہوں ۔اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اِن میں نر کتنے ہیں۔ اور مادہ کتنی ہیں۔[1]

مخفی چشمہ آب

حضرت حیدرِ کرارؑ جب جنگ صفین میں مشغول تھے۔ تو آپ کے ہمراہیوں کو پانی کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی۔ لوگ ہر طرف دوڑے مگر پانی نہ ملا۔ آپ نے اپنی توجہ ایک کنوئیں سے ہٹائی تو جنگل میں ایک عیسائیوں کا عبادت خانہ نظر آیا آپ نے اس عبادت خانے میں رہنے والے سے پانی کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے کہا یہاں سے دو فرسنگ دُور پانی مل جائے گا۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین ہمیں اجازت دیجے تا کہ ہم موت سے پہلے پانی حاصل کر لیں۔ آپؑ نے فرمایا اس کی کیا حاجت ہے پھر آپؑ نے اپنے خچر کو مغرب کی طرف دوڑایا اور ایک جانب اشارہ کر کے

---

[1] ینابیع المودۃ ص ۷۸

فرمایا۔ یہاں سے زمین کھودوا بھی تھوڑی زمین کھودی گئی تھی کہ نیچے سے ایک پتھر نمودار ہوا۔ جسے ہٹانے کے لئے کوئی اوزار بھی نہ مل سکا۔ آپؑ نے فرمایا یہ پتھر پانی پر وقوع پزیر ہے۔ ذرا کوشش کے ساتھ اسے اکھاڑو آپؑ کے ہمرائیوں نے ہر طرح کوشش کی لیکن اس پتھر کو اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکے۔ یہ دیکھ کر آپؑ اپنے خچر سے نیچے اُترے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی اُنگلیاں اُس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا۔ اُس پتھر کو پانی سے ہٹایا تو نیچے سے نہایت ٹھنڈا، میٹھا اور صاف وشفاف پانی دستیاب ہوا۔ ایسا پانی تمام دورانِ سفر کبھی دستیاب نہ ہوا تھا۔ سب نے جی بھر کر پیا اور جتنا چاہا بھر لیا پھر جناب حیدر کرارؑ نے اس پتھر کو اُٹھا کر چشمہِ آب پر رکھ دیا اور فرمایا اس پر مٹی ڈال دو جب راہبِ دیر نے اِن حالات کو دیکھا تو اپنے عبادت خانہ سے نیچے اُتر کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگا۔

کیا آپ نبی ورسولؐ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نبی ورسولؐ نہیں ہوں۔

راہبِ دیر نے پوچھا۔ کیا آپ کسی ملک کے سردار ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ ”نہیں“ راہب دیر نے پوچھا پھر آپ کون ہیں۔

جنابِ حیدر کرار نے فرمایا میں نبی ورسول حضرت محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبینؐ کا چچازاد بھائی ہوں۔

راہب نے کہا۔ اپنا دستِ رحمت بڑھایئے تا کہ میں آپکے دستِ رحمت پر مشرف بہ اسلام ہو جاؤں حضرت حیدر کرار نے اپنا دستِ شفقت دراز کیا۔ تو راہب نے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اسکے بعد مولائے کائنات نے راہب سے دریافت کیا۔ کہ اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ تم مدت سے اپنے دین پر کاربند تھے۔ اور اب اسلام قبول کر لیا۔ راہب نے کہا۔

اے امیر المومنین اس عبادت خانہ کی بنیاد اس پتھر ہٹانے والے کے لئے تھی مجھ سے پہلے بہت سے راہب یہاں رہتے تھے۔ کیونکہ ہم نے اپنی کُتب میں پڑھا ہے۔ اور اپنے پادریوں سے سُنا ہے۔ کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے۔ اور اس چشمہ پر ایک پتھر ہے۔ جسے کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کے بغیر کوئی نہیں اُکھیڑ سکے گا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اُکھیڑ لیا ہے۔ تو میری مراد برلائی۔ اور میں جس چیز کا منتظر تھا وہ مل گئی جب جناب حیدر کرارؑ نے یہ بات سُنی۔ تو اِس قدر روئے کہ آپ کی داڑی مبارک کے بال آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ پھر فرمایا۔

تمام تعریف کا سزاوار صرف اللہ ہے کہ میں اس کے ہاں متکبر نہیں ہوں۔ کہ اس کی کتب میں میرا تذکرہ ہے۔ [1]

---

[1] بارہ امام ص ۳۱ تا ۳۴

مستقبل کا علم

ایک دِن حجاج بن یوسف نے کہا کہ میرا خیال ہے۔ کہ میں علیؑ کے کسی صحبت یافتہ سے ملاقات کروں۔ حجاج کے ہم نواؤں نے حضرت قنبرؓ کا نام لیا کہ وہی ایک ایسا شخص ہے۔ جس نے علی مرتضیٰؑ کی صحبت میں رہ کر شرف حاصل کیا ہے حجاج نے جناب قنبرؓ کو بلایا اور پوچھا۔

کیا تم ہی قنبرؓ ہو؟ ۔قنبرؓ نے کہا۔ میں ہی قنبرؓ ہوں پھر حجاج نے کہا کیا تو حیدر کرارؑ کا غلام ہے؟ قنبرؓ نے کہا۔ میں تو بندہ خدا ہوں اور حضرت حیدر کرارؑ میرے آقا ہیں۔ حجاج نے کہا اُن کے مذہب کو ترک کردو۔

قنبرؓ نے کہا۔ اُن کے مذہب سے اور کون سا مذہب بہتر ہے۔ حجاج نے کہا میں تمہیں موت کے گھاٹ اُتاردوں گا۔ جس طرح تم مرنا قبول کرو۔ تمہیں اختیار حاصل ہے۔

جناب قنبرؓ نے کہا۔ میرے قتل کا ہر طرح سے تمہیں اختیار حاصل ہے۔ آج قتل کردو یا کل مجھے تو حضرت حیدر کرارؑ نے پہلے ہی اطلاع دے دی ہے۔ کہ تمہیں ایک ظالم شہید کرے گا۔ یہ گفتگو سُن کر حجاج نے جلاد کو بلایا اور جلاد نے حجاج کے کہنے پر جناب قنبرؓ کو شہید کردیا۔[1]

---

[1] شواہد النبوہ جامیؒ

حجاج بن یوسف بہت بڑا خونخوار اور فاسق آدمی تھا۔ اس نے اولادِ رسولؐ اور اُن کے غلام اور صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد کو تہہ تیغ کیا۔ ابنِ کثیر دمشقی نے البدایہ والنھایہ میں نقل کیا ہے۔ کہ حجاج بن یوسف ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کا قاتل ہے۔ مولائے کائنات کے غلام حضرت کمیل بن زیادؓ کو بھی اِسی نے شہید کروایا سادات حسنیہ کے چشم و چراغ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کو بھی گورنر سندھ کے ذریعہ سے حجاج نے شہید کروایا۔

مندرجہ بالا واقعہ سے ایسے لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ نبیؐ کو کل کا علم نہیں۔ جناب حیدر کرارؑ نبی پاکؐ کے غلام ہیں۔ اگر غلاموں کے پاس لوگوں کے انجام کا علم ہے۔ تو جس ہستی کے متعلق خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ۔ تو اُس نبی و رسولؐ کے علم کا عالم کیا ہوگا۔

منکرِ علیؑ پاگل ہو گیا

ایک دن مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منبر پر اعلان فرمایا۔

اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَاَخُوْرَسُوْلِ اللّٰهِ

میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی ہوں۔

میں نبی کا وارث ہوں، سید النساءؑ کا شوہر ہوں، ولیوں کا سردار ہوں، اوصیاء

کا خاتم ہوں، میرے علاوہ جو بھی اس کو دعویٰ کرے اللہ تعالیٰ اُسے بدی میں مبتلا کر دے۔ ایک شخص کہنے لگا جو اپنے آپ کو اَنا عبداللہ واَخُو رَسُولِ اللہ کہتا ہے۔ اس سے کون خوش ہو سکتا ہے۔ وہ شخص ابھی اُٹھا بھی نہ تھا۔ کہ اس کے دماغ میں دیوانگی واقع ہوگئی۔ چنانچہ لوگ اُسے پکڑ کر مسجد سے باہر لے گئے۔ اس کے بعد اُس کے رشتہ داروں سے پوچھا گیا۔ کہ کیا سے پہلے بھی ایسا عارضہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ [1]

جھوٹ کی سزا

ایک دن مولائے کائنات حضرت علیؑ نے حاضرین مجلس کو قسم دی کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ مَنْ کُنْتُ مَولاہٗ سُنا ہو۔ وہ گواہی دے۔ اُس وقت انصار کے بارہ افراد نے گواہی دی۔ لیکن ایک شخص نے حدیث سننے کے باوجود گواہی نہ دی۔ مولائے کائنات نے فرمایا۔ تم گواہی کیوں نہیں دیتے۔ تم نے بھی تو سُنا ہے۔ اُس نے کہا مجھے یاد نہیں۔ مولا علیؑ نے دعا کی۔ اے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس کے چہرے پر برص کے نشان ظاہر کر دے جسے عمامہ بھی نہ ڈھانپ سکے۔ راوی کا بیان

---

[1] مشکل کشاء ج ۲

ہے۔ کہ خدا کی قسم میں نے دیکھا اس کی دو آنکھوں کے درمیان برص کے نشانات تھے۔ [1]

گستاخِ علیؑ اندھا ہو گیا

علامہ محبّ طبریؒ۔ علی بن زاذان کا بیان نقل فرماتے ہیں۔ کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی۔ تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بے باکی کے ساتھ یہ کہہ دیا۔ کہ اے امیر المومنینؑ آپ جھوٹے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میں سچا ہوں۔ تو تُو ضرور عتابِ الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ اُس گستاخ نے کہہ دیا کہ کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اُس کے مُنہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا۔ کہ وہ شخص بالکل اندھا ہو گیا۔ اور اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ [2]

شاتمِ علیؑ کا دماغ پھٹ گیا

صحابیِ رسول حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھومتا ہوا۔ ایک مقام پر پہنچا۔ تو ایک گھوڑے پر سوار کو لوگوں میں گھرا ہوا پایا جو حضرت مولا علی مرتضیٰؑ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ اور لوگ اس کے اردگرد جمع تھے۔ اِسی اثنا میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وہاں تشریف

---

[1] کرامات اہلبیت ص ۱۱۱ [2] الریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۹۲

لائے۔اوران لوگوں سے پوچھا کیابات ہے؟

لوگوں نے کہا حضرت یہ شخص حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا ہے۔حضرت سعدؓ نے اُسے جا کر کہا۔اے شخص تو علیؑ ابن ابیطالب کو بُرا کیوں کہتا ہے۔

کیا تُو نہیں جانتا۔کہ وہ اول المسلمین ہیں۔

کیا تو نہیں جانتا۔کہ وہ سب سے بڑے عالم ہیں۔

کیا تجھے خبر نہیں وہ رسول اللہؐ کے داماد ہیں۔

کیا تُو نہیں جانتا وہ سید النساءؑ کے شوہر ہیں۔

کیا تُو نہیں جانتا وہ غزوات میں رسول اللہؐ کے علمبردار ہیں۔

اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے قبلہ رُخ ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔الٰہی یہ شخص تیرے ولی کو گالیاں دیتا ہے۔ اس مجمع کو منتشر ہونے سے پہلے اسکو اپنی قدرت کا نمونہ دکھادے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔خدا کی قسم ہم لوگ ابھی متفرق نہیں ہوئے تھے۔کہ اس شخص کو اس کے گھوڑے نے زین سمیت گرادیا اوران پتھروں پر دوڑتے ہوئے اس کی کھوپڑی پاش پاش کردی پس اُس کا دماغ پھٹ گیا اور وہیں واصل جہنم ہو گیا۔[1]

---

[1] المستدرک ج ۳ ص ۴۹۹

کراماتِ سیدنا امام حسنؑ

سوکھا درخت سرسبز ہوگیا

حضرت علامہ حسین کاشفیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن سیدنا امام حسنؑ سفر پر تشریف لے گئے۔ آپ کا گزر کھجوروں کے ایک ایسے باغ میں ہوا جس کے تمام درخت خشک ہو گئے تھے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند بھی اس سفر میں آپ کے ہم رکاب تھے۔ آپ نے اس باغ میں پڑاؤ کیا۔ اور خدام نے آپ کا بستر ایک سوکھے درخت کی جڑ میں بچھا دیا۔ اور حضرت زبیرؓ کے فرزند نے عرض کیا۔ اے ابنِ رسول کاش اس سوکھے درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں تو ہم لوگ سیر ہو کر کھا لیتے۔

یہ بات سُن کر حضرت امام حسن مجتبیٰؑ نے چپکے سے کوئی دعا پڑھی۔ اور اچانک وہ سوکھا درخت بالکل سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اور اس میں تازہ پکی ہوئی کھجوریں لگ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر ایک شتربان کہنے لگا کہ خدا کی قسم یہ تو جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ سُن کر حضرت زبیرؓ کے فرزند نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا۔ اور فرمایا۔ توبہ کر یہ جادو نہیں ہے۔ بلکہ فرزند رسولؐ کی دعا کی کرامت ہے۔ پھر لوگوں نے کھجوروں کو درخت سے توڑا اور سب ہمرائیوں

نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ ۱؎

گستاخِ حسنؑ بھونکنے لگا

علامہ ابن عساکرؒ نے اعمشؒ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے امام حسنؑ کی قبر مبارک پر غلاظت پھینکی۔ تو وہ اُسی وقت پاگل ہو گیا۔ اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ مرنے کے بعد بھی اُس کی قبر سے بھونکنے کی آوازیں آتیں تھیں ۲؎

قارئین کرام۔ دینِ اسلام میں جس طرح زندہ مسلمان کی قدر و منزلت ہے اسی طرح جب وہ فوت ہو جائے۔ تو اُس کی قدر و منزلت ختم نہیں ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے۔ اسلام میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے تو اُس کو باقاعدہ غسل دیا جاتا ہے۔ کفن پہنایا جاتا ہے۔ خوشبو لگائی جاتی ہے جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔ اور پورے ادب واحترام سے دفن کیا جاتا ہے۔ اسلام میں مسلمان کی قبر کی مٹی کا بھی لحاظ کیا گیا ہے۔ اُس کی مٹی کی بے ادبی گناہ ہے۔ اسلام میں قبر کا نشان باقی رکھنے کا حکم ہے۔ نہ کہ اُسے مسمار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قبر کی توہین کرنا۔ قبروں کے نشانات کو ختم کرنا یہ اسلام کا نظریہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ یہودی نظریہ ہے اور مسلمانوں میں ایسے لوگ جو چند

۱؎ روضۃ الشہداء باب ششم ص ۱۰۰ ۲؎ جمال الاولیاء ص ۵۲

ٹکوں کی خاطر۔ یہودیوں کے ایماپر قبروں کی بے ادبی کرتے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ مدینہ سے جب نبی مکرمؐ نے یہودیوں کو شہر بدر کردیا تھا۔ تو اُن کے آباداجداد کی قبریں مدینہ میں تھیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا تھا۔ یارسول اللہؐ جس زمین پر یہودیوں کی آباء کی قبریں ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ان کی قبروں کو ختم کردو اور اپنے استعمال میں لاؤ۔ یہودیوں کو مسلمانوں پر دو قسم کا غصہ ہے۔ ایک تو اپنے وطن سے نکلنے کا۔ اور دوسرا اُن کے آباء کی قبروں کے نشانات کے ختم کرنے کا۔ چنانچہ یہودی شب وروز اس کوشش میں تھے کہ اس بات کا مسلمانوں سے انتقام لیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں کا تاریخی قبرستان۔ جنت البقیع جس میں صحابہ کرام اہل بیت رسولؐ اور ازواجؓ رسول کی قبریں تھیں۔ وہ آل سعود نے یہودیوں کے اشارے پر مسمار کرڈالیں۔ جس سے یہودی خوش ہوئے۔ اور چودہ سوسال کے بعد اُنہوں نے اپنے آباء کا انتقام بھی لے لیا۔

جیسی بشارت ویسا بیٹا

عاشقِ رسول حضرت عبدالرحمان جامی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ سیدنا امام حسن علیہ السلام پیدل حج کے لئے جارہے تھے۔ کہ راہ میں ایک منزل

پر قیام فرمایا وہاں آپ کا ایک حبدار حاضر خدمت ہوا۔اور عرض کیا کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں۔میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے۔آپ دعا فرمائیں کہ تندروست لڑکا پیدا ہو۔آپ نے فرمایا۔کہ اپنے گھر جاؤ تمہیں جیسے فرزند کی تمنا ہے۔ویسا ہی فرزند تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے۔اور تمہارا یہ لڑکا ہمارا عقیدت مند اور جانثار ہوگا۔وہ شخص اپنے گھر پہنچا تو یہ دیکھ کر خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔کہ واقعی حضرت امام حسن علیہ السلام نے جیسے فرزند کی بشارت دی تھی۔ویسا ہی لڑکا پیدا ہوا ہے۔[1]

زہر لانے والے کی ہلاکت

صلح کے بعد سیدنا امام حسنؑ کے اردگرد سازشوں کا جال بچھا دیا گیا۔دشمن اِس تاک میں تھا۔جب موقع ملے تو فرزند رسول کا نام ونشان اس صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔تاکہ مستقبل میں سلطنت کی راہ ہموار ہو جائے۔موصل شہر میں سیدنا امام حسنؑ ایک ایسے شخص کے گھر ٹھہرے۔جو ظاہری طور پر محبِ اہلبیت بنا ہوا تھا۔لیکن اندر سے متاعِ دنیوی کے عوض دشمنانِ امام حسن علیہ السلام کے ہاتھوں بک چکا تھا۔شام سے اُسکی طرف قاصد کے ذریعے سے ایک خط اور ایک شیشی جس میں زہر تھا بھیجا گیا۔اتفاق سے زہر اور خط لانے والا

---

[1] شواہد النبوہ ص ۱۷۲

شخص راستے میں ایک درخت کے پاس اُونٹ سے اُترا وہاں بیٹھ کر اس نے کھانا کھایا۔ تو اُس کے پیٹ میں ایسا درد اُٹھا جس نے اس کو بے خود کر دیا۔ اسی اثنا میں وہاں پر سیاہ رنگ کا بھوکا بھیڑیا آ گیا۔ اور اُس نے اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ اُونٹ وہاں سے بھاگنے لگا تو اس کی مہار درخت میں اُلجھ گئی اور وہ وہی رہ گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک شخص وہاں سے گزرا تو اُس نے اونٹ کی مہار چھڑائی اُس شخص کا سامان دیکھا تو اُس میں ایک خط اور زہر برآمد ہوا۔ وہ دونوں چیزیں لے کر موصل میں آیا۔ اور وہ چیزیں سیدنا امام حسنؑ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ [1]

کراماتِ سیدنا امام حسینؑ

پانی میٹھا ہو گیا

علامہ محمد بن سعد "صاحب طبقات" تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ابو عون کہتے ہیں۔ کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کا مکہ مکرمہ سے گزر ہوا۔ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے گزر ہوا۔ اس نے عرض کیا۔ اے ابن رسولؐ میرے کنویں میں پانی بہت کم ہیں۔ ڈول بھی نہیں بھرتا تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہے۔ آپ برکت کی دعا فرمائیں۔

---

[1] ماخوذ از روضۃ الشہداء ج ا ص ۴۱۲

سیدنا امام حسینؑ نے کنویں کا پانی منگوایا۔ اور کلی کر کے فرمایا اِس برتن والے پانی کو کنویں میں ڈال دو۔ جب پانی کنویں میں ڈالا گیا۔ تو نیچے سے پانی اُبل پڑا کنویں کا پانی بہت زیادہ بڑھ گیا۔ اور پانی پہلے سے بھی زیادہ میٹھا اور شریں ہو گیا۔ ۱؎

مالک بن عروہ آگ میں

حضرت امام حسین علیہ اسلام نے میدانِ کربلا میں خیام کے اردگرد خندق کھدوائی اور اُس میں لکڑیاں جلاوادیں۔ تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔ اور اہل خیام محفوظ ہو جائیں جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو مالک بن عروہ گھوڑے پر سوار ہو کر امام عالیؑ مقام کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے حسینؑ دوزخ کی آگ سے پہلے ہی تو نے اپنے لئے آگ جلالی۔ امام علیہ السلامؑ نے فرمایا۔

كُذِّبْتَ يَاعَدُوَّ اللهِ

اے دشمنِ خدا تُو جھوٹ کہتا ہے۔ حضرت مسلم بن عوسجہؓ نے عرض کی اے ابن رسولؐ مجھے اجازت فرمائیں تاکہ میں تیر کو اِس کے حلق سے پار کر دوں۔ امام پاکؑ نے فرمایا میں جنگ میں پہل نہیں چاہتا۔ مگر تو دیکھ حق تعالیٰ جل شانہ

۱؎ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۴۴

کی قدرت کا مشاہدہ کر۔ پھر آپ نے قبلہ رُو ہو کر فرمایا۔

اللهم جره الی النار

الٰہی اسے اِس کے بدلے میں آگ میں ڈال دے۔ اور اس سے پہلے کہ یہ آگ کا ایندھن بنے۔ اس دنیا میں آگ کا مزا چکھا دے۔ اثر اجابت ظاہر ہوا مالک بن عمروہ کے گھوڑے کا پاؤں ایک گڑھے میں پڑ گیا اور وہ گھوڑے پر پیچھے کی طرف اُلٹ گیا۔ لگام اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور پاؤں رکاب میں اُلجھ گیا۔ اور گھوڑا چاروں طرف سرپٹ دوڑنے لگا یہاں تک کہ خندق کے قریب جا کر اُسے اپنی پشت سے گرا کر واپس آ گیا لوگوں میں اس پر شور مچ گیا۔ [1]

طعن کرنے والا نجاست میں

میدانِ کربلا میں ایک یزیدی ابن اشعث نے امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا تیری پیغمبرؐ سے کیا رشتہ داری ہے۔ جو لاف مارتا رہتا ہے۔ امامؑ غیرت کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ بارگاہِ ایزدی میں سر نیاز جھکا کر عرض کیا۔ الٰہی ابنِ اشعث نے میرے نسب پر طعن کیا۔ اور یہ مجھے پیغمبرؐ کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا۔ پس اِسے آج ہی ذلت و خواری سے ہمکنار کر دے۔ اور اِس کی

---

[1] روضہ الشہداء علامہ حسین کاشفیؒ

رگِ جاں کو قطع فرمادیں۔امام عالیٰ مقام کی اس دعا کے بعد اُسی وقت وہ یزیدی گھوڑے سے اُتر کر رفع حاجت کے لئے بیٹھا۔اچانک سیاہ بچھوں نے اُس کی شرمگاہ پر ڈنگ مارا۔اور برہنہ حالت میں نجاست کے درمیان گرِا۔اوراس کے آلودہ جسم سے اسکی ناپاک جان نکل گئی [1]

ستانے والا خود پیاسا مَرا

جعدہ قرنی یزیدی نے۔امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا۔اے حسینؑ تو فرات کے اِس پانی کو دیکھ رہا ہے۔جو بحر مواج کی صورت میں بہہ رہا ہے۔مگر خدا کی قسم تو اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتا۔یہاں تک کہ پیاسا ہی ہلاک ہو جائے۔امام حسینؑ نے یہ بات سُنی تو آبدیدہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا "الٰہی" اسے پیاسا ہلاک کردے۔اُسی وقت اس کا گھوڑا بغیر کسی وجہ کے اِسے گرِا کر بھاگ نکلا۔اور وہ گھوڑے کو پکڑنے کے لئے اُسکے پیچھے بھاگتا رہا۔جس سے اُس پر پیاس غالب آگئی۔اور وہ العطش، العطش پکارنے لگا۔اُس کے ساتھیوں نے اسے پانی پلانے کی کوشش کی۔مگر پانی کا ایک قطرہ بھی اُس کے حلق سے نیچے نہ اُتر سکا اور وہ پیاسا ہی جہنم رسید ہو گیا۔[2]

---

[1] روضۃ الشہدا ج ۲ ص ۱۸۸ [2] ایضاً ج ۹ ص ۱۸۹

خونِ حسینؑ سے اپاہج تندرست ہوگئی

کنزالغرائب وروضۃ الشہداء میں تحریر ہے۔ایک یہودی کی خوبصورت بیٹی اچانک بیمار ہوگئی۔اوراُس کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔پاؤں بے کار ہوگئے۔شہر سے باہراُس کاایک باغ تھا۔وہ یہودی اپنی بیٹی کو باغ میں لے گیا۔کہ شاید آب وہوا کی تبدیلی اورمحل ومقام کے بدلنے سے اسکی بیماری ختم ہوجائے۔ایک دن اُسکاباپ کسی ضرورت سے شہر گیا۔اور بیٹی کو باغ میں چھوڑ گیا۔اتفاق سے اُس دِن اُس کا کام نہ ہوا۔اوررات اُسکوشہر گزارنی پڑی۔جب صبح ہوئی تو ایک درخت سے ایک پرندے کے رونے کی آواز آئی۔تو وہ لڑکی بھی اپنی بیماری پررونے لگی۔وہ لڑکی گھسیٹتی ہوئی اُس درخت کے نیچے آبیٹھی۔سراوپراُٹھایا۔تو اُس کی آنکھ میں گرم خون کا قطرہ آ گِرا۔اور اُسکی آنکھ روشن ہوگئی۔خون کا دوسرا قطرہ اُس کے ہاتھ پر گِرا۔تو اُس نے اپنی دوسری آنکھ پرلگالیا۔جس سے اُسکی دوسری آنکھ بھی ٹھیک ہوگئی۔پھر تیسرا قطرہ اُس نے ہاتھوں پرلے کراپنے ہاتھوں پر ملا تو اُس کے ہاتھ متحرک ہوگئے۔اسطرح پاؤں پر ملا تو وہ چلنے لگی۔وہ لڑکی تندرست ہوکرروشن آنکھوں سے باغ میں گھومنے لگی۔جب اُس کا باپ واپس آیا۔تو اُس نے لڑکی کو ٹہلتے دیکھا تو وہ پہچان نہ سکا۔اُس نے پوچھا اے لڑکی

تو کون ہے۔ میں اس درخت کے نیچے اپنی نابینا اور مفلوج لڑکی چھوڑ گیا تھا۔لڑکی نے کہا اے ابا میں تیری ہی بیٹی ہوں۔باپ نے سُنا تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ہوش میں آیا۔تو اُس لڑکی نے سارا واقعہ سُنایا۔یہودی نے ایک نظر اُٹھا کر پرندے کو دیکھا۔جس کے پر و بال خون آلود تھے یہودی نے کہا۔اے خستہ حال پرندے تیرے پروں پر یہ خون کیسا ہے۔پرندہ بولا۔ہم پرندے جمع ہو کر آبِ و دانہ کی تلاش میں اُڑتے جا رہے تھے۔جب دوپہر کا وقت ہوا۔تو انتہائی گرمی ہوگئی۔ہم صحرا میں ایک درخت پر بیٹھ گئے۔اور جو کچھ کھایا پیا تھا۔وہ ایک دوسرے کو بتانے لگے۔اچانک ہم نے ایک آواز سُنی اے پرندو کربلا میں امام حسینؑ آفتاب کی گرمی سے بھُن گئے ہیں۔اور تم سایہ کی پناہ میں آگئے ہو۔اہل زمین و آسماں اُنکے درد والم میں مشغول ہیں۔اور تم آب و دانہ کے غم میں مبتلا ہو۔ہم الہام الٰہی کے ساتھ کربلا کی طرف روانہ ہو گئے تو امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔اور آپؑ کے جسم سے خون جاری تھا۔ہم سب دیکھ کر رونے لگے۔اور خود کو اُن پر گرِا دیا۔اور اپنے پروں کو اُن کے ساتھ ملنے لگے۔میرے پروں پر وہی خون ہے۔جو قطرہ جہاں گرتا ہے۔خیر و برکت ظاہر ہو جاتی ہے۔یہودی نے یہ بات سُنی تو کہا اگر حسینؑ کے نانا برحق نبیؐ نہ ہوتے تو اُن کے بیٹوں میں یہ برکت نہ

پائی جاتی۔اور میری بیٹی صحت نہ پاتی۔پس وہ یہودی اپنے تمام گھر والوں اور خویش واقارب سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔[1]

یحییٰ یہودی مسلمان ہو گیا

اسیرانِ آل محمدؑ کا قافلہ جب حران پہنچا۔تو وہاں پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ تھا۔ جس میں یحییٰ نامی ایک یہودی رہتا تھا۔وہ ان لوگوں کے استقبال کے لیے باہر آیا۔اور شہیدوں کے سروں کو دیکھنے لگا۔اچانک اُسکی نگاہ امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس پر پڑی۔تو اُس نے دیکھا کہ آپؑ کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔اُس نے آگے بڑھ کر اپنا کان آپؑ کے ہونٹوں پر رکھا۔تو یہ کلمات سُنے

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْآ اَیَّ مُنْقَلِبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (سورۃ الشعراء)

اوراب جاننا چاہیے۔ظالم کس کروٹ پلٹا کھائیں

یحییٰ یہودی نے حیران ہو کر پوچھا یہ کس کا سر ہے۔جواب ملا حسینؑ بن علیؑ کا اُس نے پوچھا اِن کی والدہ کون تھیں۔لوگوں نے کہا۔فاطمہؑ بن محمدؐ یہودی نے کہا اگر ان کا نانا جان کا دین برحق نہ ہوتا۔تو اِن سے اِس برہان کا ظہور نہ ہوتا اُس کے بعد اُس نے کلمہ شہادت پڑھا۔اور سر سے دستار اُتاری اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اہلبیت میں تقسیم کر دی۔ریشمی لباس اور ایک ہزار درہم

---

[1] ایضاً

امام سجادؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ یذیدیوں سے کہا تم نے کیا کیا۔ یزیدیوں نے کہا تو والی شام کے دشمنوں کی حمایت کررہا ہے۔ اِن قیدیوں سے دُور ہٹ جا۔ یحییٰ نے اپنے خادموں کو تلوار لانے کیلئے کہا۔ اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے۔ محافظوں پر حملہ کردیا۔ اور پانچ یزیدیوں کو قتل کردیا۔ اور اُس کے بعد خود بھی درجہ شہادت پر فائز ہوگیا۔ حران کے دروازہ پر آج بھی ان کا مزار مشہور ہے۔ اور اُسے یحییٰ شہید کا مزار کہتے ہیں۔ اور وہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں [1]

پتھر کے شیر کی آنکھوں میں پانی

مفسرِ قرآن حضرت علامہ حسینؒ کاشفیؒ۔ روضۃ الشہداء میں تحریر فرماتے ہیں۔ اے عزیز پتھر سے تازہ خون جاری ہونا۔ تعجب خیز نہیں عجیب تر تو یہ ہے۔ کہ رُوم کے علاقہ کے ایک پہاڑ پر ایک پتھر کو شیر کی صورت میں تراشا گیا ہے۔ ہر سال دس محرم الحرام کے دن شیر کی دونوں آنکھوں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔ اور یہ پانی ساری رات جاری رہتا ہے۔ لوگ اس کے ارد گرد ہو کر اہلبیت کے غم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وہ پانی پیتے ہیں۔ اور تبرک کے طور پر گھروں میں لے جاتے ہیں۔

---

[1] ماخوذ شہید ابن شہید ج ۱ ص ۳۴۳

پانی میں جل مرا

علامہ حسین کاشفیؒ۔ کنز الغرائب کے حوالہ سے امام سعدی کی روایت نقل فرماتے ہیں۔ کہ میرے پاس خارجیوں سے ایک شخص موجود تھا۔ اور ہم قاتلانِ امام حسینؑ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ کہ امام حسینؑ کے قتل پر جس شخص نے بھی خوشی کی وہ بدترین موت مرا۔ تو اہل مجلس سے ایک خارجی نے کہا۔ اے اہل عراق تم جھوٹ کہتے ہو۔ میں اُن کے قتل پر خوش ہوا تھا۔ مجھے تو کچھ نہیں ہوا ابھی وہ مجمع ہی میں تھا۔ کہ دیے کی لَو اُٹھی۔ اور اُسکی داڑھی پر گری۔ اور اُسے جلانا شروع کر دیا۔ اور وہ بدبخت اُٹھا۔ اور خود کو نہر میں گرا دیا مگر کسی طرح بھی وہ آگ نہ بجھ سکی۔ اور پانی کے اندر ہی اسکا گوشت پوست جل گیا اور وہ پانی کے درمیان مر گیا۔ اور

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا

کا راز صاحبانِ بصیرت پر ظاہر ہو گیا۔[1]

کراماتِ امام زین العابدینؑ

ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ اپنے غلاموں بچوں اور دیگر رفقاء کے ہمراہ جنگل میں گئے۔ اور چاشت کے کھانے کیلئے دسترخوان

---

[1] روضۃ الشہداء ص ۴۴۸

بچھا دیا۔ دیکھتے دیکھتے وہاں ایک ہرن آ کر ساکت ہو گیا۔ آپؑ نے اس کی طرف چہرہ کر کے کہا میں علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔ اور میری والدہ محترمہ فاطمہؑ بنت رسولؐ ہیں۔ آؤ اور ہمارے ساتھ چاشت کا کھانا کھاؤ ہرن آیا اور کچھ اُس نے پسند کیا کھایا اور صحرا کی جانب واپس چلا گیا۔ غلاموں میں سے ایک نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا حضرت ہرن دوبارہ بلائیے۔

حضرت زین العابدینؑ نے فرمایا۔

ہم اسے پناہ دیں گے۔ تم اسے مت چھیڑنا

اس نے عرض کیا۔ حضورؑ ہم اسے ہرگز نہیں چھیڑیں گے۔

حضرت زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اے ہرن میں علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہوں۔ میری والدہ محترمہ رسول اللہؐ کی بیٹی ہے۔ وہ سُن کر پھر آ گیا۔ اور دستر خوان کے قریب ٹھہر گیا۔ اور آپ کے ہمراہ کھانا شروع کر دیا۔ اصحاب میں سے کسی نے ہرن کی پشت پر دست دراز کیا۔ تو ہرن بھاگ گیا۔ پھر امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ تم نے میری پناہ کو سلامت نہیں رہنے دیا۔ اب میں تم سے کسی قسم کی بات نہ کروں گا۔ [1]

---

[1] کرامات اہلبیتؑ

حجرِ اسود کی گواہی

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت محمد بن حنفیہ۔ حضرت امام زین العابدینؑ کے پاس آئے اور کہا۔

اے بیٹا۔ میں تمہارا چچا ہوں۔ اور تم سے عمر میں بھی بڑا ہوں۔ اس لئے امامت کا اولین حق میرا ہی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جنگی اوزار بھی دے دیں۔

حضرت زین العابدینؑ نے فرمایا

اے میرے عمِ محترم اللہ سے ڈرو اور جس چیز کے تم اہل نہیں ہو۔ اس کا دعوٰی نہ کرو۔ بعدازاں محمد بن حنفیہ نے مبالغہ سے کام لیا تو حضرت زین العابدینؑ نے کہا اے میرے عمِ محترم آؤ حاکم کے پاس چلیں جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے وہ بہتر ہوگا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ وہ کونسا حاکم ہے۔ جو ہمارا فیصلہ کرے گا۔ حضرت زین العابدینؑ نے کہا۔ وہ فیصلہ کرنے کا حاکم حجرِ اسود ہے۔ اے عمِ محترم اس سے بات کرو۔ حضرت محمد حنفیہ نے حجرِ اسود سے بات کی مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر امام زین العابدینؑ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور ذات باری تعالیٰ کو اس کی صفاتی اسماء سے یاد کیا۔ تو حجرِ اسود گفتگو کرنے لگا۔ پھر آپ نے اپنا چہرہ حجرِ اسود کی جانب کر کے کہا۔ تجھے اس

رب کی قسم جس نے اپنے بندوں کے وعدے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں اس بات سے مطلع کرو کہ امام حسینؑ کے بعد امام اور نابالغ کی سرپرستی کا حق کسے حاصل ہے۔ حجر اسود آپ کی بات سُن کر کانپ اُٹھا۔ قریب تھا کہ اپنی جگہ سے گر پڑتا لیکن نہایت فصیح و بلیغ زبان میں گویا ہوا۔ اے محمد حنفیہ یہ چیز مسلمہ ہے۔ کہ امام حسین کے بعد امامت کا حقدار علیؑ بن حسینؑ ہی ہے۔[1]

ہرن کی مشکل کشائی

ایک روز امام زین العابدینؑ اپنے رفقاء کے ساتھ جنگل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک ہرن آ گئی۔ اور آپکے سامنے کھڑی ہو کر اپنا پاؤں زمین پر مار کر چیخنے لگی۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ سے پوچھا۔ اے ابن رسولؐ یہ ہرنی کیا کہتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ یہ کہتی ہے۔ کہ کل فلاح قریشی میرا بچہ اُٹھا لایا ہے۔ اور میں نے کل سے بچے کو دودھ نہیں پلایا۔ یہ سُن کے بعض کے دل میں شک گزرا۔ آپؑ نے اُس قریشی کو بلایا۔ وہ آ گیا تو آپ نے فرمایا۔ یہ ہرنی شکایت کر رہی ہے۔ کہ تم نے اسکا بچہ اُٹھا لیا ہے۔ اس نے ابھی اُسے دودھ نہیں پلایا۔ اب اُس نے مجھ سے درخواست پیش کی ہے۔ کہ میں تجھے کہوں۔ کہ تو اُس کا بچہ واپس دے دے۔ تا کہ یہ اُسے دودھ

---

[1] شواہد النبوہ

پلائے۔اور اُس کے بعد تجھے واپس کردے۔

قریشی نے آپ کی بات سُن کر بچہ لاکر حاضر کردیا۔ ہرنی نے بچے کو دودھ پلایا تو آپؑ نے قریشی سے کہا وہ بچہ آزاد کردے۔ قریشی نے آپؑ کے کہنے پر بچے کو آزاد کردیا۔اور آپؑ نے دونوں ماں بیٹے کو آزاد کردیا۔ وہ ہرنی اُچھلتی کودتی خوشی سے واپس چلی گئی۔ اس کے بعد آپ کے ہمرائیوں نے آپؑ سے دریافت کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ۔ یہ ہرنی کیا کہتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ تمہیں جَزَاکَ اللّٰہُ خیراً کہہ کر دعا دیتی ہے۔[1]

آپ کا روپوش ہونا

عبدالملک بن مروان نے۔ واقعہ کربلا کے بعد۔ جب امام زین العابدینؑ کو دوسری مرتبہ وزنی بیڑیاں ڈالیں۔ اور آپؑ کو محافظوں کے سپرد کیا۔ تو جب مدینہ سے چلے تو امام زین العابدینؑ کے شاگرد شہاب الدین زہری آپؑ کو الوداع کرنے آئے تو رو کر کہنے لگے۔ کاش آپ کی جگہ اس حالت میں مَیں ہوتا۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے زہری تجھ خیال ہوگا۔ کہ اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہوگی۔ اگر میں چاہوں تو یہ تکلیف نہ ہو۔ یہ لوہا مجھے عذاب الٰہی کی یاد دلاتا ہے۔ پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ پاؤں بیڑیوں اور ہتھکڑیوں سے

---

[1] ایضاً

نکالے۔اور فرمایا۔ میں مدینہ سے دو روز تک ان کے ساتھ چلتا رہوں گا۔دو دن گزرنے کے بعد۔آپؑ اُن سے روپوش ہو گئے۔صبح ہوئی تو لوگ آپؑ کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔مگر آپ کو کہیں نہ پایا۔زُہری کہتے ہیں۔کہ میں عبدالملک کے پاس گیا۔تو اُس نے آپ کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے اُسے بتایا۔جو میرے علم میں تھا۔عبدالملک کہنے لگا۔جس روز وہ روپوش ہوئے۔اُسی دن میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے۔

مَا اَنَا وَ اَنْتَ

تجھے مجھ سے کیا نسبت۔ایسی نازیبا حرکتیں کیوں کر رہا ہے۔

عبدالملک کہتا ہے۔میں نے کہا آپ میرے پاس ذرا ٹھہریں تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔میں تیرے پاس ٹھہرنا پسند نہیں کرتا۔پھر آپ تشریف لے گئے۔

فَوَاللّٰهِ لَقَدِ امْتَلَا قَلْبِیْ مِنْهُ خِیْفَةً [1]

خدا کی قسم اُن کے رُعب اور جلال سے میرا دل ڈر گیا۔

---

[1] الصواعق المحرقہ ص ۳۰۲ طبع بیروت

خزیمہ جل کر راکھ ہو گیا

علامہ عبدالرحمٰن جامی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص جس کا نام منہال بن عمرو تھا وہ ایام حج میں حضرت امام زین العابدینؑ کو ملنے گیا۔ تو آپ نے اُس سے خزیمہ بن کاہل الاسدی کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اُس نے عرض کیا۔ میرے آقا وہ تو کوفہ میں موجود ہے۔ پھر آپ نے اُس کے حق میں بدعا کی۔ کہ اے اللہ اُسے لوہے کی حرارت سے جلا دے۔ منہال کہتا ہے۔ جب میں کوفہ واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کو کوفہ میں مختار ثقفی۔ خروج کر چکا ہے۔ تو وہ بھی گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا۔ میں اُس کے ہمراہ ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں اُس نے ایک شخص کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔ اچانک خزیمہ کو بلوایا۔

مختار نے کہا۔ الحمداللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر حاوی کیا ہے۔ اُس نے جلاد کو بلایا تا کہ اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد اُس نے آگ لانے کو کہا جس میں خزیمہ کو پھینک دیا۔ اور وہ جل گیا۔ میں نے اس واقعہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی۔ مختار نے مجھے اسکا سبب پوچھا۔ تو میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی بدعا کا قصہ بیان کیا۔ مختار گھوڑے سے نیچے اُترا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ اور اس کے بعد دیر تک سجدہ میں رہا۔ سجدہ سے اُٹھ کر وہاں سے چل دیا۔ تو میں بھی اُس کے

ہمراہ چل دیا۔راستے میں میرا مکان تھا۔میں نے گھر آنے کی دعوت دی تا کہ کھانا پیش کروں ۔مختار نے کہا۔اے منہال۔جب سے تو نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ نے حضرت امام زین العابدینؑ کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔تو آج میں شکریہ کا روزہ رکھوں گا۔کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق دی ہے۔[1]

ناقہ کی قبر پر حاضری

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک اونٹنی تھی۔جو مکہ معظمہ جاتی تو آپؑ اس کے پلان کے آگے چابک لٹکا دیتے۔اس لئے تمام راستہ اُسے چھڑی بھی مارنی نہ پڑتی۔اور آنے جانے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ ہوتا جب آپؑ کا وصال ہوا۔تو وہ اُونٹنی آپؑ کی قبر کے سرہانے آکر اپنی چھاتی زمین پر رکھ کر آہ وزاری کیا کرتی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اسے اس حالت میں دیکھ کر فرمایا۔اے ناقہ اُٹھ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔اُونٹنی نہ اُٹھی تو حضرت امام باقرؑ نے فرمایا۔اِسے چھوڑ دو یہ جارہی ہے۔اس کے بعد وہ اُونٹنی تین دن زندہ رہی۔ اُس کے بعد امامؑ کی محبت میں جان دے دی [2]

[1] شواہد النبوہ [2] کرامات اہلبیت ص ۲۵۸

کراماتِ سیدنا امام باقرؑ

نابینا۔ بینا ہوگیا

ابو بصیر جو کہ نابینا تھے۔ کہتے ہیں ایک دن میں حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ آپؑ نبی کریمؐ کے دین کے محافظ ہیں۔

امام باقرؑ نے فرمایا۔ ہاں

ابو بصیر نے کہا نبی کریمؐ تو سب نبیوں کے وارث ہیں۔ امام باقرؑ نے فرمایا ہاں۔ ابو بصیر نے کہا کیا آپ تمام علوم کے وارث ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ ہاں

ابو بصیر نے کہا کیا آپ مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں؟ اندھوں کو روشنی دے سکتے ہیں۔ اور کوڑھ والوں کو تندرست کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بتائیں کہ لوگ اپنے گھروں میں کیا خورد و نوش کرتے ہیں۔ اور کیا بچا کر رکھتے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بصیر میرے سامنے بیٹھو۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ابو بصیر کے چہرے پر پھیرا۔ تو ابو بصیر کی آنکھیں درست اور روشن ہوگئیں۔

ابو بصیر نے اس روشنی سے زمین و آسمان کی وسعتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرت امام باقرؑ نے پھر اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرا تو ابو بصیر کی پہلی

حالت ہوگئی۔ پھر آپ نے ابوبصیر سے پوچھا۔ کہ اے ابوبصیر اِن دونوں حالتوں میں سے کونسی حالت تمہیں پسند ہے۔ اگر تمہاری آنکھیں روشن ہوجائیں۔ تو تمہیں حساب دینا گا۔ اور اگر تمہاری آنکھیں پہلے کی طرح ہوں تو تمہیں بلاحساب وکتاب جنت ملے گی۔ ابوبصیر نے کہا۔ میں تو یہ بات پسند کروں کہ میں نابینا ہی رہوں۔ اور جنت میں بلاحساب وکتاب چلاجاؤں۔[1]

جنّات کی حاضری

ایک آدمی۔ امام باقرؑ کے پاس آیا ملاقات کی اجازت طلب کی تو لوگوں نے کہا تیزی سے کام نہ لو۔ کیونکہ ان کے ہاں اور بھی بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی وہ باہر نہ آئے تھے۔ کہ بارہ آدمی تنگ قباؤں میں ملبوس اور ہاتھ پاؤں میں دستانے اور موزے پہنے ہوئے باہر آئے۔ اُنہوں نے اسلام علیکم کہا اور چلے گئے۔ اس کی بعد میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔ یہ کون شخص تھے۔ جو ابھی آپؑ کے پاس سے اُٹھ کر گئے ہیں۔ مجھے ان کے متعلق کچھ علم نہیں۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ تمہارے بھائی جن تھے۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا آپ انہیں دیکھ لیتے ہیں۔

---

[1] تزکرۃ الاولیاء

امام باقرؑ نے فرمایا۔ ہاں جس طرح تم حلال وحرام میں استفتاء کرتے ہو۔ اسی طرح وہ بھی آ کر دریافت کرتے ہیں۔[1]

بھیڑیے سے گفتگو

معتبر روای کا بیان ہے۔ کہ ہم حضرت محمدؑ بن علیؑ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیانی وادی میں ہمسفر تھے۔ اور اس وقت آپ ایک خچر پر سوار تھے اور میں ایک گدے پر سوار تھا۔ اچانک میں نے دیکھا۔ کہ کوئی شخص پہاڑ سے اُتر کر اِن کے قریب آیا۔ اور وہ آپؑ کے خچر کی نگرانی کرتا رہا۔ اور ایک بھیڑیا اپنے ہاتھوں کو خچر کی زین کے آگے رکھ کر بہت دیر تک ان سے محو گفتگو رہا۔ وہ سنتے رہے۔ بالآخر آپؑ نے اس بھیڑیے سے فرمایا۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔ جو تم چاہتے تھے میں نے اُسی طرح کر دیا ہے۔ بھیڑیا یہ سُن کر واپس ہولیا۔ پھر امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ یہ کیا کہتا تھا۔ اُس شخص نے کہا اللہ اور اُسکا رسولؐ اور اُسکا فرزندؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔ امام پاکؑ نے فرمایا۔ بھیڑیا فریاد کر رہا تھا۔ کہ میری ہمسر اِس وقت دردِزہ میں مبتلا ہے۔ دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے اس درد سے نجات دے۔ اور میری نسل سے کسی کو

---

[1] کراماتِ اھلبیتؑ

بھی آپؑ کے عقیدت مندوں پر مسلط نہ کرے۔ چنانچہ آپ نے بھیڑیا کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ ۱؎

جو بات کہی وہی ہوئی

راوی کہتا ہے۔ کہ ہم پچاس آدمیوں کے قریب حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک اور شخص بھی آیا جو خرما فروش تھا۔ اس نے امام باقرؑ سے مخاطب ہو کر کہا۔ یا حضرتؑ کوفہ میں ایک آدمی یہ گمان کرتا ہے۔ کہ آپؑ کے پاس ایک فرشتہ ہے۔ جو کافر و مومن سے اور دوست کو دُشمن سے تمیز کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہے۔

امام باقرؑ نے اُس شخص سے فرمایا۔ تم کھجوروں کا کاروبار کرتے ہو۔ اُس شخص نے کہا ہاں میں کھجوروں کی خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اُس شخص نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ آپؑ نے فرمایا مجھے اللہ کا فرشتہ بتا دیتا ہے۔ کہ فلاں تمہارا دوست ہے اور فلاں تمہارا دشمن ہے۔ ہاں دیکھو تمہاری موت فلاں بیماری سے ہوگی۔ راوی نے روایت کیا کہ جب کوفہ میں واپس آ گیا اور اُس شخص کے بارے میں دریافت کیا۔ تو پتہ چلا کہ وہ شخص اُسی بیماری میں ہلاک ہو گیا ہے۔ جو امام باقرؑ نے کہی تھی۔ ۲؎

۱؎ شواہد النبوہ ۲؎ ایضاً

دیوار کے پیچھے کا علم

ایک نہایت صالح بزرگ نے بیان کیا۔ کہ میں مکہ معظمہ میں محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ کے دیدار کا اشتیاق رکھتا تھا۔ تو میں اِن ہی کیلئے خاص طور پر مدینہ منورہ گیا۔ جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا۔ شدت کی بارش تھی۔ اور سردی بھی زور پر تھی۔ اور آدھی رات کا وقت تھا۔ جب میں آپ کے مکان پر پہنچا میں یہ سوچ ہی رہا تھا۔ کہ آپؑ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ یا انتظار کروں کہ صبح وہ خود ہی باہر آجائیں گے۔ اچانک میں نے آپؑ کی آواز سُنی۔ آپؑ نے اپنی لونڈی سے فرمایا۔

اے لونڈی فلاں آدمی کے لئے دروزہ کھولو۔ کیونکہ آج رات کا موسم سخت سرد ہے۔ لونڈی نے دروازہ کھولا۔ اور میں اندر داخل ہو گیا۔ [1]

اشارے سے جُھنڈ حرکت میں

راوی کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم پر بندے کا کیا حق ہے۔ آپؑ نے اپنا چہرہ مجھ سے پھیر لیا۔ میں نے تین دفعہ اپنا سوال دُہرایا۔ پھر تیسری مرتبہ امام باقرؑ نے فرمایا۔

---

[1] ایضاً

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم پر میرا حق یہ ہے۔ کہ وہ اس کھجوروں کے جھنڈ کو کہے کہ اِدھر آؤ۔ تو وہ اُدھر چلا جائے۔ آپ نے جونہی جھنڈ کو اشارہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ حرکت کرنے لگا۔ اور آپؑ کی طرف آنے لگا لیکن آپ نے اشارہ کیا۔ کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہے کیونکہ آپؑ نے اُسے اِس طرح آنے کیلئے نہیں کہا تھا۔[1]

مدینہ میں قتل وغارت

ایک روز حضرت امام باقرؑ مدینہ میں چند آدمیوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔
کہ آپؑ نے سر مبارک نیچے جھکا لیا اور پھر سر مبارک اُوپر اُٹھا کر فرمایا۔
تمہاری حالت یہ ہوگی۔ کہ کسی وقت کوئی شخص مدینہ میں چار ہزار افراد کے ہمراہ آکر تین دِن مسلسل قتل وغارت کرے گا۔ پھر قتل کرنے والوں کو قتل کرے گا۔ اور تمہارے لئے انتہائی مصائب پیدا کرے گا۔ جس کا حل تمہارے بس سے باہر ہوگا۔ یہ بات یقین سے تسلیم کرلو۔
لیکن مدینہ والوں نے آپؑ کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ اور چند افراد کے بغیر سب نے کہا۔ ایسا کچھ نہیں ہوسکتا۔
بنی ہاشم کو اس بات کا علم تھا۔ کہ آپ جو بھی کہہ رہے ہیں۔ حقیقت پر مبنی ہے۔

---

[1] ایضاً

چنانچہ اگلے سال حضرت امام باقرؑ تمام بنی ہاشم کے ہمراہ مدینہ سے باہر چلے گئے۔ بعدازاں نافع الارزق مدینہ میں آیا اور اُس نے وہی کچھ کیا جو آپؑ نے ایک سال پہلے فرمادیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد مدینہ والوں نے کہا کہ اب حضرت امام باقرؑ جو بھی فرمائیں گے۔ ہمیں اُنکے ارشاد کی تعمیل کریں گے۔ کیونکہ یہ اہل بیت سے ہیں۔ اور جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ سچ ہوتا ہے۔[1]

غیبی حفاظت فرمانا

ایک دن حضرت ابنِ عکاشہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپکے صاحبزادہ امام جعفر صادقؑ بھی آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ابن عکاشہ نے کہا۔

اب تو ماشاء اللہ حضرت جعفرؑ عالم شباب میں ہیں۔ ان کا عقد ہونا چاہیے۔ آپ اِن کا عقد کیوں نہیں کرتے۔ جب یہ بات ہوئی تو اُس وقت آپ کے پاس ایک سونے کی تھیلی تھی۔ آپ نے عکاشہ سے فرمایا۔

اے عکاشہ۔ یہ تھیلی لے جاؤ اور ایک کنیز خرید لاؤ۔

عکاشہ ایک بردہ فروش کے پاس گئے۔ تو بردہ فروش نے کہا میرے پاس ایک

---

[1] ایضاً

لونڈی تھی۔ وہ فروخت ہو چکی۔ البتہ دو لونڈیاں ہیں۔ جو ایک دوسرے سے بڑھ کر خوبصورت ہیں۔ عکاشہ نے کہا باہر لاؤ۔ تا کہ ہم دیکھ لیں عکاشہ نے کہا اس کی کیا قیمت ہے۔ بردہ فروش نے کہا۔ ستر ہزار دینار۔ عکاشہ نے کہا کچھ کم کیجیے۔ بردہ فروش نے کہا ستر ہزار سے ایک پیسہ بھی کم نہ ہوگا۔

عکاشہ نے کہا ہم اس لونڈی کو اس تھیلی میں جو کچھ ہے اس کے بدلہ میں خریدنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کتنے دینار ہیں۔ بردہ فروش کے ہاں ایک شخص سفید سر اور سفید داڑھی تھا۔ جس نے تھیلی کھولنے کیلئے کہا۔ ہم نے تھیلی کو وزن کیا تو سونا پورا ستر ہزار دینار کی مالیت کا نکلا۔ لونڈی خرید کر امام باقرؑ کی خدمت میں پیش کر دی۔ ہم نے سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فوراً الحمدللہ کہا۔ عکاشہ نے اس لونڈی سے دریافت کیا۔ تیرا نام کیا ہے۔

لونڈی نے جواب دیا۔ میرا نام حمیدہ ہے۔ امام باقر نے فرمایا۔ تو دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا تو شادی شدہ ہے۔ یا غیر شادی شُدہ اُس نے کہا۔ میں ابھی تک غیر شادی شُدہ ہوں۔ امام پاکؑ نے فرمایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی لونڈی بردہ فروشوں کے پاس حفاظت سے رہے۔ لونڈی نے کہا جب یہ بردہ فروش بدنیتی سے میرے نزدیک آنے کا قصد کرتا۔ تو یہ سفید سر اور سفید داڑھی والے بزرگ

آگے آکر اس کے مُنہ پر طمانچہ لگاتے۔ اور مجھ سے دُور کر دیتے۔ اور کئی مرتبہ ایسا ہوا۔

یہ گفتگو سُن کر امام باقر علیہ السلام نے اِسے حضرت جعفرؑ کے سپُرد کر دیا۔ جن کے بطن سے حضرت امام موسیٰؑ کا تولد ہوا۔ ؎

کرامات سیدنا امام جعفر صادقؑ

دعا سے شکل تبدیل ہوگئی

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ ہم حضرت امام جعفر صادقؑ کے ہمراہ حج کیلئے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ہمیں ایک جگہ کھجور کے سوکھے ہوئے درختوں کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ آپؑ نے اندر ہی اندر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ جو میں ہرگز نہ سمجھ سکا۔ پھر اچانک ان سوکھے درختوں کی طرف منہ کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم میں جو ہمارے لئے رزق پیدا کیا ہے اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ۔ اسی اثنا میں دیکھا کہ وہ جنگلی کھجوریں آپ کی طرف جُھک رہی رہیں۔ جن پر خوشے لٹک رہے تھے۔ آپؑ نے مجھے فرمایا۔ میرے قریب آؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کھجوریں کھائیں۔ ایسی مزیدار

؎ بارہ امام ص ۱۲۱

کھجوریں اس سے قبل کبھی بھی ہم نے نہ کھائیں تھیں۔ وہاں ایک اعرابی بھی موجود تھا۔ اس نے کہا آج جیسا جادو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

ہم انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ ہم ساحرو کاہن نہیں ہوتے۔ ہم بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے ہیں۔ اور وہ قبول فرماتا ہے۔ اگر تم چاہو تو ہماری دعا سے تمہاری شکل تبدیل ہو جائے۔ اور تمہاری شکل کتے کی شکل بن جائے اعرابی نے اپنی جہالت کی ثبوت پیش کرتے ہوئے کہا ہاں آپ دعا کیجئے آپ نے دعا کی تو اعرابی کتا بن کر اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا تعاقب کرو۔ میں اُس کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ یہی کتا اپنے گھر میں جا کر اپنے بال بچوں اور گھر والوں کے سامنے دُم ہلانے لگا۔ گھر والوں نے اُسے عصا مار کر دوڑا دیا۔ میں نے واپس آکر تمام حال عرض کیا۔ اتنے میں وہ بھی آ گیا۔ اور آپ کے سامنے زمین پر لیٹنے لگا۔ اُس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ نے دعا فرمائی۔ تو وہ انسان بن گیا۔ بعد میں آپؑ نے فرمایا۔ اے اعرابی میں نے جو کچھ کہا تھا۔ اس پر یقین ہے یا نہیں۔ اعرابی بولا ہاں حضورؑ ایک بار تو کیا بلکہ ہزار بار ایمان رکھتا ہوں۔ [1]

---

[1] شواہد النبوۃ

اگر کہو تو ویسا ہی کر دکھائیں

ایک دن ایک شخص بکثرت افراد کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپؑ نے فرمایا۔

جب اللہ جل مجدہ الکریم نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو پرندوں میں سے چار پرندے پکڑیے اور پھر انہیں اپنی طرف بلائیے۔ کا حکم فرمایا تھا۔ تو کیا وہ پرندے ہم جنس تھے۔ یا مختلف جنس پھر فرمایا۔ اگر تم طلب کرو۔ تو تمہیں ویسا ہی کر کے دکھادیں۔

ہم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے مور اِدھر آجاؤ اُسی وقت مور حاضر ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اے کوے اِدھر آؤ۔ فوراً کوا حاضر ہو گیا۔ پھر فرمایا اے باز اِدھر آؤ۔ اُسی وقت ایک باز حاضر ہوا۔ پھر فرمایا اے کبوتر اِدھر آؤ فوراً کبوتر حاضر ہو گیا۔

جب چاروں پرندے آ گئے۔ تو آپؑ نے فرمایا۔

اِنہیں ذبح کر کے اِن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اور اِن کا گوشت ایک دوسرے سے ملا دو۔ لیکن ہر ایک کے سر کی حفاظت کرنا۔ پھر آپ نے مور کے سر کو پکڑ کر فرمایا۔ اے مور آؤ ہم نے مشاہدہ کیا کہ مور کی ہڈیاں مور کے پر اور مور کا گوشت اس کے سر کے ساتھ مل گئے۔ اور وہ ایک صیح سالم

مور بن گیا۔ اِسی طرح دوسرے تینوں پرندے بھی صیح سالم حالت میں زندہ ہو گئے۔[1]

خوفناک اژدھا

منصور عباسی بادشاہ کے ایک دربان کا بیان ہے۔ کہ میں ایک روز منصور کو نہایت غمگین و پریشان دیکھ کر کہا۔ اے خلیفہ آپ کیوں فکر مند ہیں۔ اُس نے کہا میں نے علویوں کے ایک بڑے گروہ کو مروا دیا۔ لیکن اُسکے سردار کو چھوڑ دیا ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے۔ اُس نے کہا "جعفرؑ بن محمدؐ" میں نے کہا وہ ایسی ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو رہتی ہے۔ اُسے دنیا کا کوئی لالچ نہیں۔ خلیفہ بولا مجھے معلوم ہے۔ کہ تم اسے کچھ ارادت وعقیدت رکھتے ہو۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں اُسکا کام تمام نہ کر دوں۔ آرام سے نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ اُس نے جلاد کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ جونہی جعفرؑ آئے۔ میں اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لوں گا۔ تم اُسے قتل کر دینا۔ پھر حضرت جعفر صادقؑ کو بلایا۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ زیرِ لب کچھ پڑھ رہے ہیں۔ جس کا مجھے پتہ نہ چل سکا۔ لیکن میں نے اس چیز کا مشاہدہ کیا۔ کہ منصور کے محل میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ وہ محل سے

---

[1] ایضاً

اسطرح نکلا۔ جیسے ایک کشتی سمندر کی تند و تیز لہروں سے باہر آتی ہے۔ اس کا عجیب حلیہ تھا۔ وہ لرز براندام۔ برہنہ سر، برہنہ پا حضرت جعفر صادقؑ کے استقبال کیلئے آیا۔ اور آپ کے بازو کو پکڑ کر اپنے ساتھ تکیہ پر بٹھایا۔ اور کہنے لگا۔ اے ابن رسولؐ آپ کیسے تشریف لائے۔ آپؑ نے فرمایا بس تم مجھے یہاں نہ بلایا کرو۔ میں جب خود چاہوں۔ آجایا کروں گا۔ آپؑ اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ تو منصور نے اُسی وقت جامہائے خواب طلب کیے۔ اور رات گئے تک سوتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کی نماز قضا ہو گئی۔ جب بیدار ہوا۔ تو نماز کے بعد مجھے بلایا۔ اور کہا جس وقت میں نے جعفرؑ بن محمدؑ کو بلایا۔ تو میں نے ایک اژدھا دیکھا۔ جس کے مُنہ کا ایک حصہ زمین پر تھا۔ اور دوسرا حصہ میرے محل پر وہ مجھے فصیح و بلیغ زبان سے کہہ رہا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اگر تم نے جعفر صادقؑ کو کوئی نقصان پہنچایا۔ تو میں تجھے تیرے محل سمیت فنا کر دوں گا۔ اس پر میری حالت غیر ہو گئی۔ درباری کہتا ہے۔ میں نے کہا یہ جادو یا سحر نہیں ہے۔ یہ تو اسمِ اعظم کی خاصیت ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔ چنانچہ آپ نے جو چاہا وہی ہوتا رہا۔[1]

---

[1] آلِ رسولؐ بحوالہ نور الابصار ۱۴۶

گائے زندہ ہوگئی

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ ایک روز میں مکہ معظمہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ کہ ہم ایک جگہ سے گزرے جہاں پر ایک عورت مردہ گائے پر آہ وزاری کر رہی تھی۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ تمہارا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالٰی مردہ گائے کو زندہ کردے۔ عورت بولی۔ آپؑ ہم سے اِس طرح مذاق کیوں کرتے ہیں۔ میں تو پہلے ہی مصیبت میں مبتلا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے عورت سے فرمایا۔ میں تم سے مذاق نہیں کرتا اس کے بعد آپؑ نے گائے کیلئے دعا فرمائی۔ گائے کے سر اور پاؤں پکڑ کر اُسے بلایا۔ وہ گائے جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر امام پاکؑ لوگوں میں چلے گئے۔ اور وہ عورت آپ کی پہنچان نہ کرسکی۔[1]

چادر مل گئی

ایک شخص نے ایک چادر خریدی۔ اور ارادہ کیا۔ کہ یہ چادر کسی کو ہرگز نہ دوں گا۔ بلکہ اپنے انتقال کے بعد اس کا کفن بناؤں گا۔ لیکن کسی جگہ وہ چادر اُس سے گُم ہوگئی۔ جب عرفات سے مزدلفہ میں واپس آیا۔ تو چادر کے گُم ہونے

---

[1] تزکرہ اولیاء عرب وعجم ص ۲۸

کا بہت دُکھ ہوا۔ وہ شخص کہتا ہے۔ جب میں صبح سویرے مزدلفہ سے منی کی طرف آیا تو مسجدِ خیف میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک آدمی آیا اور کہنے لگا۔ کہ تم کو امام جعفر صادقؑ بلا رہے ہیں۔ میں جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ آپ نے میری جانب گہری نظر سے دیکھ کر فرمایا۔

کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہیں تمہاری چادر مل جائے۔ جو تمہیں تمہاری موت کے بعد کفن کا کام دے۔

اُس نے عرض کیا۔ اے ابن رسولؐ مل جائے تو بہت بہتر۔ اس لئے کہ وہ تو کافی دنوں سے گُم ہو چکی ہے۔ آپؑ نے اپنے غلام کو آواز دی وہ چادر لے آیا۔ میں نے دیکھا وہی چادر تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اِسے لے لو۔ اور رب کا شکر ادا کرو۔[1]

کراماتِ سیدنا امام موسیٰ کاظمؑ

سیاہ جُبّہ:

امام شبلنجیؒ، عبداللہ بن ادریس کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ ابن سنان سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ ہارون الرشید نے علی بن یقطین کو بطور

---

[1] کراماتِ اھلبیتؑ

اکرام فاخرانہ لباس بھیجا۔ اُس لباس میں ایک سیاہ جُبہّ تھا۔ جو خلفاء کے لباس جیسا تھا۔ اور سونے سے بنا ہوا تھا۔ وہ علی بن یقطین نے امام موسیٰ کاظمؑ کو بطور نزرانہ دیا۔ جو آپ نے اُسے واپس کرتے ہوئے لکھا۔ کہ اِسے محفوظ رکھو اور اپنے ہاتھ سے اِسے ضائع نہ کرنا۔ عنقریب تیرے لئے اس میں فائدہ ہوگا۔ جس کا تو محتاج ہوگا۔ علی بن یقطین کو جُبہّ کی واپسی سے کچھ شک گزرا لیکن اُسے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ امام کے اس کلام کا سبب کیا ہے۔ اُس نے وہ سیاہ جُبہّ محفوظ رکھا اور اُسے تھیلہ میں رکھ کر اُس پر مہر لگا دی۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔ کہ علی بن یقطین اپنے غلام سے ناراض ہو گئے۔ جو اُن کے خصوصی اُمور سر انجام دیتا تھا۔ علی بن یقطین نے اُس کو ملازمت سے فارغ کر دیا۔ غلام نے علی بن یقطین کی ہارون الرشید کو شکایت کی اور کہا علی بن یقطین موسیٰ کاظمؑ کی امامت کا قائل ہے۔ اور ہر سال اُن کی طرف اپنے مال کی زکوٰۃ ہدایا اور تحائف بھیجتا ہے۔ اس سال بھی زکوٰۃ وغیرہ اور سیاہ جُبہّ بھی بھیجا ہے۔ جو امیر المومنین نے فلاں وقت اُس کو بطورِ اکرام دیا تھا۔ ہارون الرشید نے جب یہ سُنا۔ تو آپے سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت ایک کارندہ بھیج کر علی بن یقطین کو بلایا۔ وہ دربار میں حاضر ہوا۔ تو ہارون نے پوچھا کہ جُبہّ جو میں نے تجھے دیا تھا۔ اُسکا کیا ہوا۔

علی بن یقطین نے کہا۔وہ تو میرے پاس ہی ہے۔ہارون نے کہا اسے حاضر کرو علی بن یقطین نے غلام کو بلایا۔اواُسے کہا۔فلاں گھر چلے جاؤ وہاں سے ایک صندوق ہے فلاں کنیز سے اسکی چابی لے کر اُس کا منہ کھولنا اُس میں سے ایک مہر شدہ برتن نکلے گا۔اُسے لے آنا۔غلام نے تھوڑی دیر بعد وہ برتن حاضر کردیا۔ہارون رشید نے اسکی مہر توڑنے کے لئے کہا۔جب ڈھکن اُٹھا تو اُس نے وہی جُبہّ دیکھا۔جسے اُس نے خوب عطر لگا کر رکھا تھا۔ہارون کو دیکھ کر تسلی ہوگئی۔اُس کا تمام غصہ جاتا رہا۔پھر کہا وہیں پہنچا دو اور خوشی سے زندگی بسر کرو۔اب میں کبھی بھی تمہارے خلاف بات نہ سنوں گا۔[1]

میں تمہیں برچھی سے ذبح کردوں گا

جب ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال رکھا تھا۔ تو ہارون الرشید۔نے خواب میں مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔کہ آپؑ کے ہاتھ میں ایک برچھی ہے۔اور آپؑ ہارون سے فرمارہے ہیں۔اگر تو نے کاظمؑ کو رہا نہ کیا تو میں تمہیں۔اس برچھی سے ذبح کردوں گا۔یہ دیکھ کر ہارون الرشید خوف کے ساتھ خواب سے بیدار ہوا اور اُسی وقت پولیس افسر کو انہیں آزاد کرنے کیلئے بھیجا۔اور ساتھ تیس ہزار

---

[1] نورالابصار ص ۱۵۰

درہم بھی بھیجے۔اور کہا میری طرف سے آپؑ کو یہاں ٹھہرنے یا مدینہ منورہ چلے جانے کا اختیار ہے۔جب آپؑ اس کے پاس تشریف لے گئے۔تو اُس نے کہا میں نے آپؑ کے متعلق یہ عجیب وغریب بات دیکھی ہے۔[1]

حضرت شفیق بلخیؒ اور امام موسیٰ کاظمؑ

ابن حاتم اصم سے روایت ہے۔کہ مجھے حضرت شفیق بلخیؒ نے کہا کہ میں ۱۴۶ ہجری میں حج پر گیا۔تو میں مقامِ قادسیہ میں ٹھہرا۔وہاں حج کیلئے لوگوں کا ہجوم دیکھا اچانک میری نگاہ ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی۔جس کا رنگ گندمی اور بدن کمزور تھا۔اُون کے لباس میں لپٹا ہوا تھا۔اور تنہا بیٹھا ہوا تھا۔میرے دل میں خیال آیا۔کہ یہ شخص صوفی ہے۔لوگوں کے ساتھ حج کو جانا چاہتا ہے۔یہ راستہ میں اُن کیلئے بوجھ ثابت ہوگا۔میں اِس کو جا کر سمجھاتا ہوں۔میں جب اُس نوجوان کے پاس گیا۔تو مجھے دیکھ کر اُس نے کہا۔اے شفیق بدگمانی سے بچنا چاہیے۔کیونکہ بعض بدگمانیاں سخت گناہ ہوتیں ہیں۔میں نے اپنے دل میں سوچا یہ عجیب بات ہے۔کہ اس نے میرا نام لے کر میرا مافی ضمیر کہہ دیا ہے۔یہ کوئی نہایت نیک شخص ہے مجھے اس سے معذرت کرنی چاہیے۔میں ہر چند تیز چلنے کی کوشش کی لیکن میں اُسے نہ پاسکا ہم

[1] صواعق محرقہ ص ۳۰۸

دوسری منزل پر پہنچے تو میں نے اس نوجوان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اُس کے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ اور آنکھوں میں آنسو جاری تھے میں نے پھر چاہا کہ اس جوان سے معافی مانگنی چاہیے۔ پھر اُس کی طرف چل پڑا جب قریب ہو گیا تو وہ نوجوان بولا اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ اور میں ہر اُس شخص کو بخشنے والا ہوں۔ جس نے توبہ کی۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا میں نے خیال کیا کہ یہ شخص کوئی ابدال ہے۔ جو دلوں کے بھید کو بھی جانتا ہے۔ پھر ایک منزل پر پہنچے تو میں نے اُس نوجوان کو ایک کنوئیں پر کھڑا پایا۔ اور اسکے ہاتھ میں ڈول تھا جس سے وہ پانی نکالنا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی وہ پانی نکال رہا تھا۔ کہ ڈول کنوئیں میں گر گیا۔ اُس نے آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا۔

اور تو ہی پلانے والا ہے۔ جب میں پیاسا ہوتا ہوں۔ اور تو ہی روزی دینے والا ہے۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ پانی کنوئیں کے سر پر آ گیا اور کوزہ تیر رہا تھا۔ اُس نوجوان نے کوزہ پکڑا اور اُس سے وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کی پھر ریت کے ٹیلے کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے ہاتھ سے ریت اُٹھائی اور کوزے میں ڈالی۔ اور کوزے کو حرکت دینے لگا۔ اُس کے بعد پینے لگا۔ میں اُسکے پاس گیا۔ اور سلام کیا اُس نے میرے سوال کا جواب دیا۔ میں نے کہا اللہ تعالٰی نے جو آپ پر انعام فرمایا ہے۔ اُس سے بچا ہوا مجھے بھی

عنایت فرمائیں پھر اُس نے مجھے کوزہ دیا۔ میں نے اُس سے پیا تو اُس میں میٹھے ستو تھے۔ خدا کی قسم ایسے لذیز اور خوشبودار ستو میں نے کبھی نہیں پیے۔ میں ایسا سیر ہوا کہ کئی دن گرز گئے۔ مجھے کھانے پینے کی خواہش نہ رہی۔ پھر اُس شخص نے کہا اے شفیق ہم پر اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہمیشہ نازل ہوتی رہتیں ہیں۔ شفیق کہتے ہیں پھر میں نے انہیں نہ دیکھا حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے اور میں نے اُس نوجوان کو آدھی رات آبِ زم زم کے پاس خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا طلوعِ شمس کے بعد وہ باہر جانے لگے تو میں بھی اُن کے پیچھے باہر نکلا تا کہ اُنہیں سلام کہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی جماعت نے اُنہیں آگے پیچھے اور دائیں بائیں سے گھیر رکھا ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اُس نے کہا یہ امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر صادقؑ ہیں۔ [1]

غیب کی خبر

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دونوں شاگرد قاضی ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں آئے۔ اور آپ کی خدمت میں سلام پیش کر کے بیٹھ گئے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ

[1] الفصول المہمہ ابن صباغ ص ۲۳۳

کی خدمت کچھ فقہی مسائل کے بارے میں سوال کریں۔تا کہ آپ کی فقاہت کا اندازہ کریں اسی اثنا میں قید خانے میں ڈیوٹی دینے والا سپاہی آیا۔اور آپ کی خدمت میں عرض کیا۔کہ میری ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے۔میں انشاء اللہ کل آؤں گا۔اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمادیں۔میں کل لیتا آؤں گا۔آپ نے فرمایا جاؤ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔پھر آپ نے قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن سے فرمایا۔تعجب ہے کہ یہ شخص مجھے کہتا ہے۔کہ میں اُسے شی کی تکلیف دوں۔اور وہ اُسے کل لیتا آئے۔ حالانکہ وہ اسی رات مرجائے گا۔یہ سُن کر دونوں حضرات سوال کرنے سے رُک گئے۔اور اُٹھ کر واپس تشریف لے گئے۔اور امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال نہ کیا۔اور کہنے لگے ہم نے فرض وسنت سے متعلق سوال کا ارادہ کیا تھا۔اور وہ ہمارے ساتھ علمِ غیب میں باتیں کرنے لگے۔خدا کی قسم ہم اس شخص کے پیچھے کسی کو بھیجتے ہیں۔جو اُس کے دروازے پر رات بسر کرے اور دیکھے اس کا کیا حال ہے۔چنانچہ اُن دونوں حضرات نے ایک شخص کو بھیجا جو اُس شخص کے دروازہ پر جا کر بیٹھ جائے۔جب آدھی رات کا وقت ہوا۔تو سپاہی کے گھر والوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔جب گھر والوں نے رونے کا سبب پوچھا تو اُنہوں نے کہا صاحب خانہ اچانک مرگیا ہے۔بیٹھنے والا

ابو یوسف اور محمد کی طرف واپس لوٹا اور اُن کو سپاہی کے مرنے کی خبر دی۔ جس سے دونوں حضرات سخت حیران ہوئے۔ [1]

مکان گرِنے کی خبر دینا

ایک شخص کا بیان ہے۔ کہ میں مدینہ میں مجاور تھا۔ اور میں نے ایک مکان کرایے پر لے رکھا تھا۔ اور میں کثرت سے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں رہتا۔ ایک دن شدت کی بارش ہوئی۔ میں بارشی لباس پہن کر آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کیا آپؑ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا ابھی اپنے گھر جاؤ کیونکہ بارش کی وجہ سے تمہارے مکان کی چھت گرِ گئی ہے اور تمہارا مال و متاع نیچے آ کر دب گیا ہے وہ شخص کہتا ہے میں جلدی سے واپس آیا تو دیکھا میرے مکان کی چھت گرگئی ہے۔ میں چند آدمیوں کو کرایہ پر لیا۔ جنہوں نے میرا سامان نیچے سے نکالا صرف ایک طشتری گم ہوگئی اس میں وضو کرتا تھا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اُسے کسی جگہ بھول گئے ہو۔ جاؤ اپنی سرائے کے مالک کی کنیز سے دریافت کرو کہ میری طشتری تم نے تو نہیں اٹھالی۔ اگر اُٹھائی ہے تو مجھے واپس دے دو۔ وہ تمہیں واپس دے دیں گی۔ میں نے واپس جا کر کنیز سے کہا میں

---

[1] نورالابصار ص ۱۵۱

فلاں جگہ طشتری بھول گیا تھا۔ تم آئی تھی اور اُٹھا کر لے گئی تھی وہ مجھے واپس کر دو۔ تا کہ میں وضو کرلوں۔[1]

پانی حکم مانتا ہے

ایک راوی کا بیان ہے۔ کہ جب حضرت امام موسیٰ کاظمؑ بصرہ تشریف لے گئے تو میں مدائن کے نزدیک آپ کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوا۔ ہمارے عقب میں ایک کشتی تھی۔ جس میں ایک عورت نے اپنے خاوند کے ساتھ سہاگ رات منائی تھی۔ اچانک اس کشتی سے شور برپا ہوا۔ آپؑ نے پوچھا یہ شور کیسا ہے۔ میں نے عرض کیا کشتی میں دلہن آ رہی ہے۔ کچھ وقت گزرا تو شور سنائی دیا۔ آپؑ نے دریافت کیا یہ شور کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کشتی میں بیٹھی ہوئی دلہن نے دریا سے تھوڑا سا پانی لینا چاہا تو اس کا طلائی کنگن پانی میں گر گیا۔ اور اس کے غم میں آہ وزاری کر رہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کشتی کا خیال رکھنا لوگوں نے آپؑ کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپؑ نے کہا کشتی کے ملاح سے بھی کہہ دو۔ کہ کشتی کی حفاظت کرے۔ کشتی کنارے پر لگی۔ تو آپ نے کچھ پڑھنا شروع کیا۔ اور پھر ملاح سے کہا۔ وہ کپڑا باندھ کر پانی میں چھلانگ لگائے۔ اور کنگن پکڑے ہم نے دیکھا۔ کہ جب آپؑ نے فرمایا تو کنگن پانی کے اوپر

---

[1] شواہد النبوہ

تیرنے لگا۔اور ملاح نے چھلانگ لگا کر کنگن کو پکڑ لیا۔[1]

کراماتِ سیدنا امام علی رضاؑ

اٹھارہ کھجوریں:

حاکم ابوعبداللہ نے اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابُوحبیب سے روایت کی۔انہوں نے کہا میں نے خواب میں حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا۔کہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔جہاں ہر سال ہمارے شہر کے حاجی آتے ہیں۔میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔اور آپکے سامنے بیٹھ گیا آپؐ کے سامنے ایک تھال دیکھا۔جس میں صیحانی کھجوریں تھیں۔آپؐ نے ان میں سے مجھے مٹھی بھر کر عنایت کیں۔میں نے اِن کو شمار کیا۔تو وہ اٹھارہ کھجوریں تھیں میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ میں ہر کھجور کے بدلہ ایک سال زندہ رہوں گا۔جب بیس دن گزرے اور میں اپنی زمین میں تھا۔جو کاشت کیلئے تیار کی جارہی تھی۔میرے پاس ۔ایک شخص نے آکر خبر دی کہ امام علی رضاؑ تشریف لائے ہیں۔اور اُس مسجد میں ٹھہرے ہیں۔اور لوگ ہر طرف سے وہاں جارہے ہیں۔اور سلام عرض کرتے ہیں۔میں بھی اُدھر روانہ ہوگیا۔تو آپؑ اُسی جگہ بیٹھے ہوئے

---

[1] ایضاً

تھے۔جہاں میں نے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔اور آپ کے نیچے اسی قسم کی چٹائی تھی۔جو رسول اللہؐ کے نیچے بچھی ہوئی تھی۔اور اُنکے آگے مدینہ منورہ کے برتنوں سے ایک تھال رکھا ہوا تھا۔جس میں صیحانی کھجوریں تھیں۔میں سلام عرض کیا۔آپ نے جواب دیا۔اور مجھے بلا کر اُن کھجوروں سے مٹھی بھر کر کھجوریں دیں۔میں نے وہ شمار کیں۔تو تعداد میں اٹھارہ تھیں۔میں نے عرض کیا سرکارؑ مجھے مزید عنایت فرمائیں۔آپ نے فرمایا اگر رسول اللہؐ زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔[1]

کرتا اور تولیہ

دعبل بن علی الخزاعی۔جو اپنے دور کا ایک اعظیم شاعر تھا۔اُس نے کہا کہ جب میں نے قصیدہ مدراس لکھا اور حضرت امام علی رضاؑ کی خدمت میں پیش کیا۔تو اُس وقت خراسان میں مامون الرشید کا ولی عہد بھی موجود تھا۔میں نے اُسے بھی سُنایا۔تو اس نے اِسے بہت پسند کیا۔اور کہا کہ اس قصیدہ کو کسی کے سامنے نہ پڑھنا ماسوا اس کے کہ جسے میں کہوں۔یہ خبر مامون کو پہنچی تو اُسنے مجھے دربار میں بلایا اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد کہا۔

[1] نورالابصار ص ۱۵۹

اے دعبل قصیدہ مدراس آیات سناؤ

میں نے اِدھر اُدھر کی لگائی۔ پھر ماموں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو بلایا آپؑ تشریف لے آئے۔ تو ماموں نے کہا۔ اے ابوالحسن میں دعبل سے قصیدہ مدراس آیات سنانے کو کہا تھا۔ مگر اُس نے نہ سنایا۔ حضرت امام رضاؑ کے کہنے کے بعد میں نے قصیدہ پڑھا تو آپؑ نے بہت پسند کیا۔ ماموں نے قصیدہ سن کر پچاس ہزار دینار دیئے اور اتنے ہی دینار حضرت امام علی رضاؑ کی خدمت میں پیش کیے۔

دعبل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا

اے میرے سردار میری خواہش ہے کہ آپؑ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا اعطا فرمائیں۔ جو موت کے بعد میرا کفن ہو۔

آپؑ نے دعبل کو ایک کرتہ اور تولیہ عطا فرمایا۔ اور فرمایا۔ اے دعبل انہیں حفاظت سے رکھنا بلکہ ان کی وجہ سے تم بہت سی آفات و بلیات سے محفوظ رہو گے۔ اس کے بعد دعبل نے عراق جانے کا قصد کیا۔ راستہ میں انہیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا میرے پاس صرف ایک پرانا کرتہ بچا میں بہت پریشان تھا۔ کہ اچانک میں نے چوروں میں سے ایک چور کو گھوڑے پر آتے دیکھا۔ اس نے میرا جامہ بارانی زیب تن کیا ہوا تھا۔ وہ میرے سامنے آ کھڑا

ہوا۔ اور اپنے رفقاء کا انتظار کرنے لگا۔ وہ سب کے سب آ گئے تو اس نے مدراس آیات خلت من تلاوت پڑھنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ روتا بھی رہا۔ دل ہی دل میں میں نے کہا یہ عجیب معاملہ ہے۔ کہ یہ ڈاکو بھی اہل بیت سے محبت کرتا ہے۔

دعبل کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ حضرت رضاؑ کی یہ دونوں چیزیں مجھے مل جائیں تو کتنا اچھا ہوگا۔

دعبل نے کہا۔ اے سردار یہ قصیدہ کس کا ہے۔

سردار نے کہا۔ تجھے کیا واسطہ۔

دعبل نے کہا میں اس کے بارے میں کچھ علم رکھتا ہوں۔

تجھے بتاؤں سردار نے کہا۔ اس کا تصنیف کنندہ اس سے بھی زیادہ معروف ہے۔

دعبل نے کہا وہ کون ہے۔

سردار نے کہا وہ دعبل بن علی جو آل محمد کا شاعر ہے۔

دعبل نے کہا۔ اے سردار دعبل میں ہی ہوں۔ اور یہ قصیدہ میری تصنیف ہے۔ سردار نے دعبل سے بہت ساری باتیں دریافت کیں۔ اور اہل قافلہ کو بلا کر تمام حال احوال دریافت کیے۔ ان سب لوگوں نے سردار سے کہا

واقعی دعبل اسی کا نام ہے۔اور یہی شاعر اہلبیتؑ ہے۔

بعدازاں ڈاکو نے اہل قافلہ سے جو مال لوٹا تھا۔سب کو واپس کر دیا۔کسی قسم کی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھی۔اور اپنی محافظت میں ہر خطرناک جگہ سے گزارا۔اس طرح دعبل اور تمام قافلہ والے اس کرتہ اور تولیہ کی برکت سے محفوظ اپنی اپنی منزل پر جا پہنچے۔[1]

حاسدوں کے منہ میں خاک

جب مامون الرشید نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنایا تو جب بھی اسکی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔تو تمام نوکر چاکر آپؑ کا استقبال کرتے۔اور مامون کے دروازے پر جو پردہ لٹکا ہوتا تو اُسے اُٹھا دیتے۔تاکہ آپ اندر تشریف لے جائیں۔بالآخر اس بارے میں چند صالح آدمیوں کے چند اور آدمی مفت کی حرص وہوا میں اُلجھ گئے۔اور اُنہوں نے حضرت رضاؑ تشریف لائے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے۔آپؑ کو دیکھ کر بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے۔اور استقبال کر کے پردہ اُٹھا دیا۔جب آپ اندر تشریف لے گئے۔تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ہم نے ایسا کیوں کیا دوسری بار پھر اس بات پر متفق ہوئے۔اب کبھی ایسا نہ کریں گے۔پھر جب

---

[1] الفصول المہمہ ص ۲۴۹

آپ دوسری بار تشریف لائے۔ تو وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سلام کر کے پردہ اٹھانے میں کچھ اور سوجھی۔ تو ذات باری تعالیٰ نے اس سے قبل کہ وہ پردہ اُٹھاتے ایسی ہوا چلائی۔ جس سے وہ خود بخود اُٹھ گیا۔ اور پھر جب باہر آنے کا قصد کیا۔ تو پھر ہوا چلنے لگی۔ اور پردہ خود بخود اُٹھ گیا۔ جب ان حاسدوں نے دیکھا تو کہنے لگے۔ کہ جسے اللہ تعالیٰ عزیز رکھے۔ اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا پھر وہ آپ کی اُسی طرح خدمت بجالاتے رہے۔[1]

جوڑا پیدا ہوگا

جعفر بن صالح سے روایت ہے۔ کہ میں امام علی رضاؑ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میری بیوی محمد بن سنان کی ہمشیرہ ہے۔ میری بیوی حاملہ ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے۔ آپؑ نے فرمایا۔ جوڑا پیدا ہوگا۔ میں وہاں سے واپس ہوا اور دل میں کہا۔ ایک کا نام علی اور دوسرے کا نام محمد رکھوں گا۔ آپؑ نے مجھے واپس بلایا۔ میں حاضر ہوا آپؑ نے فرمایا۔ ایک کا نام علی اور دوسری کا نام اُم عمرو ہے۔ جب میں کوفہ آیا۔ میری بیوی نے جوڑے کو جنم دیا۔ جو ایک لڑکا اور دوسری لڑکی تھی۔ میں نے لڑکے کا نام علی اور لڑکی نام اُم عمرو رکھا۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے اپنی والدہ سے

---

[1] شواہد النبوہ

پوچھا۔ اُم عمرو کا کیا معنی ہے۔ تو اُنہوں نے کہا تمہاری دادی کا نام اُم عمرو تھا۔[1]

عربی زبان عطا کرنا

ابواسمعیل سندھی نے بیان کیا کہ میں حضرت امام علی رضا علی السلام کی ملاقات کے لئے گیا۔ تو عربی کا الف تک نہیں جانتا تھا۔ میں نے آپؑ کو سندھی میں سلام کیا۔ آپ نے مجھے بھی سندھی میں ہی جواب دیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی زبان میں بکثرت کئی سوال کیے۔ آپؑ نے تمام سوالات کا جواب اسی زبان میں دیا۔ پھر میں نے آتے وقت عرض کیا۔ حضور میں عربی نہیں جانتا۔ آپ دعا فرمائیں کہ میں عربی بولنا سیکھ لوں آپؑ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہونٹوں پر پھیرا۔ تو میں اُسی وقت عربی میں گفتگو کرنے لگا۔[2]

سانپ کو ہلاک کروانا

ایک شخص امام علی رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت آپؑ ایک باغ میں تھے اچانک ایک چڑیا آکر زمین پر گر گئی۔ اور پریشانی کی حالت میں آہ وزاری کرنے لگی۔ امامؑ نے دیکھ کر فرمایا۔ اے شخص تجھے پتہ ہے کہ چڑیا نے

---

[1] نورالابصار ۱۵۹ [2] شواہد النبوہ

کیا کہا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ اور ابن رسولؐ کو ہی اس کا علم ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ چڑیا کہتی ہے کہ اسکے گھر میں ایک سانپ نمودار ہوا ہے۔ جو ارادہ رکھتا ہے۔ کہ میرے بال بچوں کو کھا جائے۔ آپؑ نے فرمایا اے شخص اُٹھو اور اس گھر میں جا کر سانپ کو ہلاک کر دو۔ میں اُٹھا اور اس گھر میں جا کر دیکھا کہ سانپ ٹہل رہا ہے میں نے اس کو دیکھتے ہی عصا سے ہلاک کر دیا۔ [1]

کراماتِ سیدنا امام تقیؑ

بیری کو پھل لگ گیا:

امام شبلنجیؒ۔ نور الابصار میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ امام محمد تقی جوادؑ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپؑ کے ساتھ بہت سے لوگ آپؑ کو روانہ کرنے گئے۔ آپ سفر طے کرتے ہوئے کوفہ پہنچے۔ اور سورج غروب ہونے کے ساتھ دارِ مسیتب پہنچے۔ اور وہاں ٹھہرے اور وہاں کی پرانی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ مسجد کے صحن میں ایک بیری کا درخت تھا۔ جس کو پھل نہیں آیا تھا۔ اور وہ کبھی بارآور نہ ہوا تھا۔ آپؑ نے پانی کا کوزہ طلب فرمایا۔ اور اس درخت کی جڑ کے پاس وضو فرمایا اور نماز کے لئے

---

[1] ایضاً

تشریف لے گئے۔لوگوں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔پھر آپؑ نے چار رکعت نفل پڑھے۔اوراس کے بعد سجدہ شکر کیا۔اور اُٹھ کر لوگوں کو الوداع فرمایااور تشریف لے گئے۔وہ درخت رات ہی رات بہترین پھل سے بھر گیا۔جب سب لوگوں نے دیکھا۔اوراس سے بہت متعجب ہوئے۔

سمندر اور مچھلیاں

مامون الرشید ایک دِن بغداد آیا۔اور شکار کیلئے نکلا ایک رستہ سے گزرا تو دیکھا وہاں بچے کھیل رہے ہیں۔اوراُن کے پاس محمد تقی جوادؑ بھی کھڑے ہیں۔جب مامون آیا۔تو بچے دوڑ گئے۔اور امام تقی وہاں ہی کھڑے رہے۔ اس وقت آپ کی عمر 9 سال تھی۔جب مامون اُن کے قریب آیا تو کہا۔اے بچہ تجھے اپنے ساتھیوں کی طرح دوڑ جانے سے کس نے روکا۔آپؑ نے فوراً جواب دیا۔میرا رستہ تنگ نہیں کہ میں آپ کے لئے وسیع کروں اور نہ ہی میرا جرم ہے۔کہ میں آپ سے ڈروں۔ہمارا آپ کے ساتھ حُسن ظن ہے۔ کہ آپ بے گناہ کو تکلیف نہیں دیتے۔

مامون نے کہا۔تمارا نام کیا ہے۔اور تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟

آپؑ نے کہا محمدؑ بن علی رضاؑ۔مامون نے آپؑ کے باپؑ پر سلام بھیجا اور رحمت کی دعا کی۔اور گھوڑا اپنے مقصد کی طرف چلایا۔مامون کے ساتھ

شکاری باز تھے۔ جب وہ آبادی سے دُور چلا گیا۔ اور ایک باز پرندہ کے پیچھے چھوڑا۔ اور اُس کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ اور پھر فضا سے واپس آیا۔ تو اُس کی چونچ میں ایک چھوٹی سی مچھلی تھی۔ جو آخری سانس لے رہی تھی۔ مامون اس سے بہت متعجب ہوا اور شکار سے واپس آیا۔ تو اسی حالت میں کھیلتے دیکھا۔ اور امام محمد تقیؑ ان کے پاس کھڑے تھے۔ آپ کے سوا باقی سارے بچے دوڑ گئے۔ مامون آپؑ کے قریب آیا۔ اور کہا۔ مَافِیْ یَدِیْ۔ اے محمدؑ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے سمندر میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا کی ہیں۔ جن کا بادشاہ اور خلفاء شکار کرتے ہیں۔ تا کہ اُن کے ساتھ مصطفیٰؐ کی اولاد کا امتحان لیں۔ مامون الرشید نے کہا اَنْتَ اِبْنُ الرِّضَا حَقًّا۔ واقعی تم امام رضاؑ کے بیٹے ہو۔ آپؑ کو اپنے ساتھ لیا۔ اور آپؑ سے بہت اچھا سلوک کیا۔ اور اپنے قریب کرتے ہوئے بے پناہ عزت کی۔ اور جب چھوٹی عمر میں میں آپؑ کی فضیلت، علم اور کمالِ عقل کا ظہور دیکھا۔ تو اس کے دل میں آپؑ کی محبت نے جگہ لے لی۔ اور اپنی لڑکی اُمّ فضل کا آپ سے نکاح کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر عباسیوں نے مامون کو ایسا کرنے سے روکا۔ ان کو یہ خوف تھا۔ کہ وہ آپؑ سے وہی عہد کریں گے۔ جو آپ کے والد سے کیا تھا۔ جب مامون نے اُن سے ذکر

کیا۔ کہ وہ آپؑ کو اس لئے پسند کرتا ہے۔ کہ وہ کم سن ہونے کے باوجود علم وفضل اور معرفت میں تمام اہل فضل سے ممتاز ہیں۔ تو عباسیوں نے مامون کو امام تقی کے اوصاف ذکر کرنے سے منع کیا۔ پھر انہوں نے مامون سے عہد کیا۔ کہ اُن کے پاس کوئی شخص بھیجے جو آپؑ کا امتحان لے۔[1]

قید خانہ سے غائب ہونا

ایک بزرگ سے مروی ہے۔ کہ جب میں عراق میں تھا تو سنا کہ کسی نے شام کے ملک میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اور اُسے ایک مقام پر اسیر بنالیا گیا ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں نے نگہبانوں کی کچھ خدمت کی اور اُن کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہر طرح سے ہوش مند ہیں میں نے اُن سے دریافت کیا۔ تمہیں کیا ہوا اُس شخص نے کہا میں شام میں عبادت الٰہی میں اُس مسجد میں جہاں امام حسینؑ کا سر مبارک نیزے پر آویزاں تھا۔ مصروف تھا۔ ایک شب میں قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا تھا اور وہ اللہ کے ذکر میں لگے ہوئے تھے۔ کہ اچانک ایک شخص سامنے سے ظاہر ہوا جس نے مجھے کھڑا ہونے کیلئے کہا میں کھڑا ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ میں نے خود کو کوفہ کی مسجد میں پایا اُس شخص نے مجھ سے دریافت کیا تمہیں معلوم

[1] الصواعق المحرقہ ص ۱۶۱ ، نورالابصار ص ۱۶۱

ہے۔ کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ میں نے عرض کیا یہ کوفہ کی مسجد ہے۔ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو گیا اور میں بھی اُن کا مقتدی بنا۔ فراغت کے بعد میں مسجد سے باہر آیا۔ تھوڑی دیر چلا میں بھی اُن کے ہمراہ ہو لیا میں نے دیکھا۔ کہ میں مسجد نبوی میں ہوں۔ میں نے والی دو جہاںؐ کے روضہ پر سلام پڑھا۔ لیکن وہ نماز میں مصروف ہو گیا میں نے بھی نماز ادا کی وہ باہر آیا۔ تو میں بھی باہر آیا۔ ابھی تھوڑی دور چلے تھے۔ کہ میں نے خود کو مکہ معظمہ میں پایا۔ اُس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور میں نے بھی طواف کیا وہ باہر تشریف لائے تو میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا وہ میری نظر سے پوشیدہ ہو گیا۔ اور میں نے خود کو ملک شام کی اس مسجد میں پایا جہاں میں عبادت میں مشغول تھا۔ یہ دیکھ کر میں بڑا متعجب ہوا۔ اور میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔ اگلے سال پھر ایسا ہوا کہ وہی شخص ظاہر ہوا۔ اور ساتھ لیکر پچھلے سال کی طرح پھرتا رہا۔ جب میں واپس اپنی جگہ پے آیا۔ تو میں نے اُس شخص سے پوچھا تجھے قسم ہے ربّ قدیر کی۔ جس نے تجھے ہر طرح سے نوازا۔ جس کا میں نے مشاہدہ کیا ہے بتا تو کون ہے۔ اُس شخص نے کہا۔

میں محمدؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ ہوں۔ جب صبح ہوئی میں نے یہ قصہ لوگوں کو سنایا جب یہ خبر والی شام کو پہنچی۔ اُس نے مجھ پر دعویٰ نبوت کا الزام لگا کر مجھے اسیر

کر دیا۔ اور بادشاہ کو خط لکھا۔ بادشاہ نے اسی خط کے پیچھے مرقوم کر دیا۔ جو شخص تجھے ایک ہی شب میں کوفہ سے شام اور شام سے کوفہ پھر کوفہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ اور پھر وہاں سے واپس لے آیا ہے۔ اس سے کہو کہ وہ تمہیں قید سے خلاصی دلائے۔ جب میں نے یہ سُنا تو بہت پریشان ہوا۔ صبح اُٹھ کر قید خانہ کی جانب چلا گیا۔ تا کہ اُسے حالات سے اگاہ کروں۔ میں نے دیکھا کہ جیل خانہ کا عملہ پریشان ہے۔ میں نے دریافت کیا تمہیں کیا ہوا پریشان کیوں ہو۔

اُنہوں نے کہا جو شخص مدعی نبوت تھا۔ وہ کل سے قید خانہ سے غائب ہو چکا ہے نامعلوم وہ زمین میں گھس گیا ہے۔ یا آسمان کی طرف چلا گیا ہے۔ [1]

موت کی خبر دینا

جب مامون الرشید کی موت ہوئی۔ تو سیدنا امام محمد تقیؑ نے فرمایا۔ میں آج سے تیس ماہ بعد انتقال کر جاؤں گا۔ جب مامون کی موت کو تیس ماہ ہو گئے۔ تو آپ نے وصال فرمایا۔ [2]

---

[1] شواہد النبوہ [2] بارہ امام ص ۲۰۵

کراماتِ سیّدنا امام نقیؑ

درندے بھی تعظیم کرتے ہیں:

متوکل بادشاہ کے سامنے ایک عورت نے سیّدانی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ متوکل نے دریافت کیا۔ کہ کوئی ایسی صورت ہے جس سے اس عورت کی اس دعوے میں آزمائش کی جائے۔ لوگوں نے کہا۔ اس بارے میں امام علی نقیؑ سے دریافت کیا جائے۔ چنانچہ متوکل نے امام نقیؑ کو بلایا۔ اور اپنے تخت پر بٹھایا اور اس عورت کا دعویٰ سیادت میں امتحان کی صورت پوچھی۔ آپ نے فرمایا خدا نے درندوں پر امام حسینؑ کی اولاد کا گوشت حرام کیا۔ تم اسے درندوں کے سامنے ڈال دو۔ یہ سُن کر عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کرلیا۔ تب لوگوں نے متوکل سے کہا۔ تم امام علی نقیؑ کا امتحان بھی اس طرح لو۔ متوکل نے تین درندے محل کے صحن میں چھوڑے پھر آپ کو محل میں داخل کر کے دروزاہ بند کردیا۔ اور خود چھت پر چڑھ کر تماشا دیکھنے لگا۔ جب درندوں نے دروازہ کھولنے کی آواز سُنی تو خاموش ہو گئے۔ اور جب آپ صحن میں آئے تو درندے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ آپ نے اُن کے سروں اور پشتوں پر ہاتھ پھیرا۔[1]

---

[1] نورالابصار ص۱۶۲، ۱۶۳

شیر اُٹھ کھڑا ہوا

ایک مرتبہ ایک ہندوستانی شعبدہ باز متوکل کے پاس سکونت پذیر تھا۔ جو عجیب وغریب شعبدہ بازی کرتا تھا۔ ایک روز متوکل نے اس سے کہا کہ تم محمدؑ بن علیؑ کو برہنہ کر دو۔ تو میں تمہیں ایک ہزار دینار سے نوازوں گا۔ شعبدہ باز نے متوکل کی بات سُن کر کہا۔ اچھا چند پتلی پتلی روٹیاں دستر خوان پر رکھ دو اور مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔ متوکل نے ایسا ہی کیا۔ حضرت امام علی نقیؑ نے روٹی پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ شعبدہ باز نے ایسا عمل کیا کہ جس کے اثر سے روٹی اُٹھ کر دوسری جگہ چلی گئی۔ اس نے اس طرح تین مرتبہ کیا۔ جسے دیکھ کر اہل مجلس ہنسنے لگے۔ اِسی مسجد میں ایک قالین تھا۔ جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ امام نقیؑ نے اس شیر کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اِسے پکڑ لو۔ وہ حقیقت میں شیر بن گیا۔ پھر اس شعبدہ باز پر گرفت فرمائی۔ تو اُسے زمین میں نصب کر دیا۔ اور پھر یہ تصویر اُس قالین پر واپس چلی گئی۔ متوکل نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ حضور اِس شعبدہ باز کو زمین سے نکال لیں۔ مگر آپؑ نے متوکل کی بات نہ مانی۔ اور فرمایا قسم بخدا تم اب کبھی بھی اس شعبدہ باز کو نہیں دیکھ سکتے۔ جب وہ مجلس سے باہر آیا۔ اور پھر کسی نے بھی نہ دیکھا۔[1]

---

[1] شواہد النبوہ

پرندے خاموش ہو گئے

حضرت عبدالرحمان جامیؒ رقمطراز ہیں کہ متوکل عباسی اپنے گھر میں بہت سے پرندے رکھتا تھا۔ جن کے چہچہانے کا کسی کو پتہ نہ چلتا تھا۔ لیکن امام علی نقیؑ جس وقت بھی متوکل کے گھر تشریف لاتے۔ تو تمام پرندے ادب سے خاموشی اختیار کر لیتے۔ اور آپؑ جب گھر سے نکلتے تو پھر پرندے چہچہانے لگتے۔[1]

ابن سعید حیرت میں ڈوب گیا

جب متوکل نے سیّدنا امام علی نقیؑ مدینہ سے عراق بلوایا۔ تو آپؑ سر من رائے میں ایک ایسی جگہ مقیم تھے۔ جسے خان الصعالیک کہا جاتا تھا۔ یہ جائے سکونت بہتر نہ تھی۔ آپ نے رفقاء میں سے ایک شخص صالح بن سعید آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا۔ اے ابن رسولؐ آپ پر میری جان قربان ہو یہ جماعت آپؑ کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھنے اور آپؑ کی عزت و آبرو کو مٹانے کے لئے تیار ہے۔ اس لئے آپؑ کو یہ مکان جائے سکونت کے لئے دیا گیا ہے۔ آپ نے سعید کی یہ بات سُن کر فرمایا۔ اے سعید تو بھی تو یہیں سکونت پذیر ہے۔ پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا تو نہایت عمدہ قسم کے باغات رواں دواں ندیاں اور اسی طرح کے محلات جہاں پردہ نشین اور خوبصورت مستورات اور روشن

---

[1] ایضاً

موتیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ظہور میں آئے صالح بن سعید کا کہنا ہے کہ میں سب کچھ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا۔ اور پھر آپؑ نے فرمایا۔ اے ابن سعید ہم لوگ جہاں بھی ہوں یہ اشیاء ہمارے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔ یادرکھو ہم خان الصعالیک میں نہیں ہیں۔ [1]

کراماتِ سیّدنا امام حسن عسکریؑ

سرکش خچر:

ایک شخص کا بیان ہے۔ کہ میرا باپ حیوانات کا ڈاکٹر تھا۔ اور وہ حضرت ذکیؑ کے حیوانات کا علاج کیا کرتا تھا۔ خلیفہ مستعین کے ہاں ایک خچر تھا۔ جسے کوئی بھی زین اور لگام دے کر سواری نہ کر سکا۔ مستعین کے رفقاء میں سے ایک نے خلیفہ سے کہا۔ آپ اپنے خدام سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ حسنؑ بن رضاؑ کو کسی مصیبت میں پھنسا دے۔ یعنی یہ خچر انہیں دے دیں۔ یا وہ اسے سواری میں استعمال کر لیں یا پھر یہ خچر انہیں ہلاکت کے مُنہ میں ڈال دے۔ مستعین نے آپؑ کو بلوایا آپ تشریف لائے۔ تو خچر اُس وقت سرائے کے صحن میں کھڑا تھا آپؑ اُسکے قریب ہوئے اور اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ تو اُسے پسینہ آ گیا۔ پھر آپؑ مستعین کے پاس گئے۔ اُس نے آپؑ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کہا۔ اے محمدؐ اس خچر کو لگام دے دو۔ حضرت ذکیؑ نے میرے والد کو لگام دینے کے لئے کہا۔ مستعین بولا یا حضرت آپ خود اسے لگام دیں۔ حضرت

---

[1] بارہ امام ص ۲۱۴

ذکیٰ نے اس پر پگڑی ڈالی اور اسے لگام دی اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ مستعین نے دوبارہ کہا حضور زین بھی آپؑ ہی کس دیں۔ آپؑ دوسری مرتبہ اُٹھے۔ اور خچر پر زین کسی۔ اور پھر اپنی جگہ پر واپس چلے۔ مستعین نے عرض کیا۔ کیا ہی بہتر ہوتا۔ کہ اگر آپؑ اس پر سواری فرماتے۔ آپؑ نے اس پر سواری کی۔ اور اسے سرائے کے صحن میں ہی دوڑا دیا۔ مگر خچر نے کسی قسم کی کوئی سرکشی نہ کی۔ آپ نیچے اُترے تو مستعین نے پوچھا۔ حضور یہ خچر کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے آج سے پہلے اس سے بہتر خچر نظر نہیں آیا۔ مستعین نے خچر آپؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؑ نے میرے والد سے فرمایا۔ اسے پکڑو اور لے جاؤ میرا والد اس خچر کو بڑے آرام سے لے گیا۔ خچر نے اس دن سے لے کر کبھی بھی کسی قسم کی سرکشی نہیں کی۔ [1]

قید سے رہائی

ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ میں قید خانہ میں تھا۔ میں نے قید کی تکالیف اور تنگی معاشی کا ذکر ایک نامہ میں مرقوم کر کے سیّدنا امام حسن عسکریؑ کی جانب میں بھیجا۔ کچھ تنگی معاشی کا ذکر کرنا تھا۔ جو میں شرم محسوس کرتے ہوئے نہ کر سکا۔ آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ تم آج ظہر کی نماز اپنے گھر پر ہی ادا کرو گے۔ مجھے اسی دن جیل سے رہائی مل

---

[1] شواہد النبوۃ

گئی۔اور میں نے واقعی ظہر کی نماز اپنے گھر پر ہی ادا کی۔اچانک میں نے آپؑ کے قاصد کو آتے ہوئے دیکھا۔جو میرے لئے سو دینار لا رہا تھا۔اس کے ہمراہ ایک نامہ بھی تھا۔جس میں لکھا تھا کہ جب بھی تجھے پیسوں کی ضرورت ہو تو بغیر سوچ و بچار کے طلب کر لیا کرو۔کیونکہ تم جس چیز کی خواہش کرو گے۔وہ تم کو حاصل ہوا کرے گی۔ ۱

چھپی بات ظاہر کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔کہ ایک شخص نے بیان کیا۔کہ میں نے سیّدنا امام حسن عسکریؑ سے ایک مسئلہ دریافت کرنے کیلئے ایک خط تحریر کیا۔اور میرا خیال تھا کہ چوتھے روز بخار کے متعلق آپ سے دریافت کروں۔لیکن یہ تحریر کرنا بھول گیا۔آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا۔کہ تمہارے مسئلے کا جواب یہ ہے۔اور تمہارا یہ خیال بھی تھا۔کہ چوتھے روز کے بخار کے متعلق دریافت کروں لیکن تم بھول گئے۔یہ آیہ شریفہ کاغذ پر لکھ کر گلے میں ڈال دو۔میں نے ایسا ہی کیا تو بخار سے نجات مل گئی۔ ۲

جتنی تمنا اُتنا عطا

محمد بن علی بن ابراھیم نے بیان کیا۔کہ مجھ پر روزی میں کمی ہو گئی۔میرے باپ نے مجھے سیّدنا امام عسکریؑ کی خدمت میں حاضری کیلئے کہا۔کیونکہ آپؑ سخاوت میں

سفینۃ الاولیاء شہزادہ داراشکو قادری ۲ شواہد النبوہ

معروف زمانہ ہیں۔میں نے باپ سے دریافت کیا۔کیا آپ کو اُن کا علم ہے۔اُنہوں نے کہا نہیں میں اُن سے واقف نہیں ہوں۔اور نہ ہی میں نے آج تک اُن کی زیارت کی ہے۔چنانچہ ہم اپنے مقصد کیلئے سفر کے لئے تیار ہوئے۔میرے باپ نے مجھے رستے میں کہا۔ہم حاجت رکھتے ہیں اگر وہ ہمیں پانچ سو رپے عنایت فرمائیں۔تو دو سو روپیہ سے ہم کپڑے خرید لیں گے اور دو سو روپے کا باقی سامان خرید لیں گے۔اور ایک سو روپے سے چھوٹی موٹی اشیاء خرید لیں گے۔پھر میں نے دل ہی دل میں خیال کیا۔کہ ہوسکتا ہے کہ آپؑ مجھے تین سو روپے عنایت فرمادیں۔تو میں سو روپے کے کپڑے سو روپے کا دیگر سامان اور سو روپے کا گدھا خرید کر کے کوہستان چلا جاؤں گا۔پھر جب ہم نے آپؑ کے دولت کدہ پر حاضری دی اور مُنہ سے کوئی بات نہ کی۔آپ کے غلام نے باہر آکر کہا۔علی بن ابراھیم اور اُن کا لڑکا محمد اندر آجائیں۔ہم نے اندر جا کر آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔تو آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔اے علی تمہیں آج تک یہاں آنے سے کس نے روکے رکھا۔میرے والد نے عرض کیا۔حضورؑ میں اس حال میں آپؑ کی خدمت میں آتے ہوئے بہت شرمندگی محسوس کرتا ہوں۔پھر جب ہم باہر آئے تو آپ کا غلام ہمارے پیچھے پیچھے آیا۔اس نے ایک تھیلی جس میں پانچ سو درہم تھے۔میرے باپ کو پیش کردی۔اور کہا کہ اس میں پانچ سو درہم ہیں۔دو سو کپڑے کے لئے۔دو سو اناج کے لیے۔اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے۔پھر ایک اور تھیلی مجھے دے

کر فرمایا۔ اِس میں تین سو درہم ہیں، سو درہم کپڑوں کے لیے، سو درہم دیگر اخراجات کیلئے اور ایک سو درہم گدھا خریدنے کیلئے اور بہتر یہی ہے۔ کہ کوہستان کی جانب نہ جانا۔ کسی اور جگہ چلے جانا۔ اُس جگہ کی طرف اُس نے اشارہ بھی کیا۔ پھر میں نے اُس جگہ جا کر عقد کر لیا۔ اور اُسی دن مجھے دو ہزار درہم حاصل ہوئے [1]

سیّدنا امام مہدی علیہ السلام

سیّدنا امام مہدی علیہ السلام کے وجود پر تمام علمائے اُمت کا اتفاق ہے۔ سوائے گروہِ خوارج کے۔ یہ وہ بدترین گروہ ہے، جنہوں نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کیلئے کفر ثابت کیا۔ یہ وہ گمراہ فرقہ ہے۔ جن کی صفات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائیں۔ اور بقول حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کہ یہ جہنم کے کُتے ہیں۔ اِن کے نظریات کو علماء اُمت نے تسلیم نہیں کیا۔

اہلسنت کا اختلاف

اہلسنت کا اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ سیّدنا امام مہدی علیہ السلام کس کی اولاد سے ہونگے۔ ایک گروہ کہتا ہے۔ کہ سیّدنا امام مہدیؑ، حضرت امام حسنؑ کی اولاد سے ہونگے۔ اس گروہ نے سنن ابی داوٗد کی روایت کو بطور دلیل پکڑا ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے۔ کہ امام مہدیؑ حضرت امام حسینؑ کی اولاد سے ہونگے۔ اور اِس حدیث

---

[1] ایضاً

کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ کہ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو لمبا کردے گا۔ یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک شخص کو بھیجے گا۔ جس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔ یہ سُن کر حضرت سلیمان فارسیؓ نے عرض کیا۔

مِنْ اَیِّ وُلْدِکَ یَارَسُوْلَ اللہ

یارسول اللہؐ آپ کے کس بیٹے کی اولاد سے مہدی ہوگا۔

آپ نے فرمایا۔

مَنْ وَلَدِی ھٰذَا وَضَرَبَ یَدَہٗ عَلَی الْحُسَین [1]

امام حسین پر ہاتھ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ میرے اِس بیٹے سے۔

دوسرا اختلاف

علماء اہلسنت میں سے ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے۔ کہ حضرت امام مہدیؑ کی قُرب قیامت ولادت ہوگی۔ اور دوسرا گروہ غیبت کا قائل ہے۔ جو حضرت مہدیؑ کی غیبت کے قائل ہیں۔ اس میں بڑے بڑے محدّث اور صوفیاء کرام شامل ہیں۔ جیسا امام عبدالواہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ جو علماء کرام غیبت کے قائل ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل واقعات کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ سبط ابن جوزی نے تزکرۃ الخواص میں لکھتے ہیں۔

---

[1] ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ص ۱۳۶ ، ۳۷

وَهُوَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسنِ ابنِ عَلّيٍ بْنِ مُحَمَّدُ بْنِ عَلّيٍ بْنِ موسیٰ بْنُ جَعْفرِبْنِ مُحَمَّدِبْنِ عَلّيٍ بْنِ حُسَينِ بنِ عَلّيٍ بنِ اَبيطَالب

وہ محمدؑ بن حسن عسکریؑ بن علی نقیؑ بن محمد تقیؑ بن علی رضاؑ بن موسیٰ کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن زین العابدینؑ بن امام حسینؑ بن علی مرتضیٰؑ بن ابیطالبؑ ہیں۔امام شبلنجیؒ نے ۔نورالبصار میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد کے حوالہ سے لکھا ہے۔کہ وہ اپنی کتاب "البیان فی اخبار صاحب الزمان" میں لکھتے ہیں۔کہ امام مہدی علیہ السلام کے غیب ہونے کے بعد وہ زندہ اور باقی رہنے کی دلیل یہ ہے۔کہ ان کی اور عیسیٰؑ بن مریم، خضر، الیاس کی بقا اور کانے دجال اور ابلیس لعین جو اللہ کے دشمن ہیں کی بقا کو نہیں روکا گیا۔کتاب وسنت سے ان کی بقا ثابت ہے۔سید مومن شبلنجیؒ فرماتے ہیں۔کہ صیح یہی ہے۔کہ امام مہدیؑ، امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں۔امام شعرانیؒ جیسے قطب نے "اَلْیَواقِیتُ والْجَوَاهِرُ میں لکھا ہے۔

اَلْمَهْدِيّ وَلَدُالْحَسَنِ عَسکِرِيّ [1]

کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسن عسکریؑ کے بیٹے ہیں۔آپؑ کی ولادت پندرہ شعبان ۲۵۵ھ ہجری ہے۔

شکم مادر میں کرامت

حکیمہ عمہ ابوذ کی نے بیان کیا۔کہ ایک روز میں حضرت امام ابو محمدؑ کی خدمت

---

[1] نورالابصار ص ۱۷۰

میں حاضر ہوئی۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ اے عمہ ابوذ آج کی شب ہمارے ہاں قیام کرو۔ کیونکہ آج رات اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ عطا کرے گا۔ یعنی ہمارے ہاں کچھ پیدا ہوگا۔ میں نے کہا حضرت یہ بچہ کس سے پیدا ہوگا۔ جبکہ حضرت نرجس سے حمل کے کوئی آثار ہی نظر نہیں آتے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے عمہ نرجس کی مثال حضرت موسیٰ کی والدہ جیسی ہے۔ اس لئے ان کا حمل ولادت سے پہلے ظاہر نہیں ہوگا۔ حضرت عمہ نے کہا۔ میں نے یہ رات وہیں کاٹی۔ جب آدھی رات ہوئی تو میں نے اُٹھ کر نمازِ تہجد ادا کی اور حضرت نرجس نے تہجد کے نفل ادا کیے میں نے دل ہی دل میں کہا۔ کہ صبح ہونے کو ہے۔ مگر جو حضرت حسن عسکریؑ نے فرمایا ہے۔ اس کے آثار نظر نہیں آتے۔ تو حضرت ابو محمدؑ نے مجھے آواز دی اے عمہ جلدی مت کرو۔ میں اُسی کمرے میں جس میں حضرت نرجس تھی واپس چلی گئی۔ آپ مجھے راستے میں ملیں آپ پر لرزہ طاری تھا۔ میں نے انہیں پکڑ کر سینے سے لگایا۔ اور سورہ اخلاص، سورہ القدر، اور آیۃ الکرسی پڑھ کر آپ پر دم کیا۔ آپ کے شکم سے آواز سنائی دی جو کچھ میں نے پڑھا تھا۔ آپؑ کے بچے نے بھی وہی پڑھا۔ پھر میں نے مشاہدہ کیا۔ کہ تمام گھر نور سے منور ہوگیا۔ اور حضرت نرجس کا بچہ زمین پر سر بسجود ہے۔ میں نے بچے کو اُٹھالیا۔ تو حضرت ابو محمد نے اندر سے آواز دی۔ اے عمہ میرے بچے کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچے کو اُن کے پاس لے گئی۔ آپؑ نے بچے کو اپنی گود میں بٹھا کر اپنی زبان اس کے منہ میں ڈال کر فرمایا۔ "اے میرے بچے بحکم الٰہی گفتگو کر"۔

پس بچے نے کہا۔شروع کرتا ہوں۔اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اور زیادہ کیا اُن لوگوں کو جو کمزور ہیں۔اور ہم کو اسکو امام اور وارث بنائیں گے۔اس کے بعد میں نے دیکھا کہ سبز پرندوں نے مجھے پکڑ لیا ہے۔

حضرت ابو محمدؑ نے ایک سبز پرندے سے فرمایا۔اِسے پکڑ کر اس کی حفاظت کرو۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بارے میں حکم دے۔اللہ تعالیٰ ہی اس امر کو پہنچانے والا ہے۔میں نے حضرت ابو محمدؑ سے دریافت کیا۔یہ دوسرے پرندے ہیں۔آپ نے فرمایا۔یہ حضرت جبرئیلؑ ہیں۔اور دیگر رحمت کے فرشتے ہیں۔پھر فرمایا۔اے عمہ اسے اسکی ماں کے پاس واپس لے جاؤ۔اور تو آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کر۔اور غم نہ کر اور یہ معلوم ہونا چاہیے۔کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔حضرت عمہ آپؑ کو آپؑ کی ماں کے پاس لے گئی۔جب آپ کا تولد ہوا۔تو آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ تھے۔آپ کے دائیں جانب بالشت بھر لمبائی میں یہ کلمات مرقوم تھے۔

جَاءَ الْحقُّ وَذَهَقَ البَاطِلَ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ نرهُوقاً

حق آیا باطل بھاگا۔بے شک باطل ذلیل و رسوا ہونے والا ہے۔[1]

ذرا پردہ اُٹھاؤ

ایک شخص نے بیان کیا۔کہ میں ابھی ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔تو میں نے آپؑ

[1] شواہد النبوۃ

کے دائیں طرف ایک مکان دیکھا۔ جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ حضور آپؑ کے بعد صاحب امر کون ہوگا۔۔ آپؑ نے فرمایا۔ ذرا پردہ اُٹھاؤ۔ جب میں نے پردہ اُٹھایا۔ تو ایک چھوٹا سا بچہ نہایت حسین و جمیل اور پاکیزہ جو دائیں رخسار پر تل رکھتا تھا۔ گیسو کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ باہر آیا اور حضرت ابو محمدؑ کی گود میں بیٹھ گیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ تمہارا صاحب امر ہے۔ اس کے بعد وہ بچہ زانو سے اُٹھا۔ حضرت ابو محمدؑ نے فرمایا۔

یَابُنَیَّ اُدْخِلُوا اِلَی الْوَقْتِ الْمعْلُوْمُ

اے بیٹے وقت معلوم تک اندر داخل ہو جاؤ وہ بچہ گھر چلا گیا۔ میں اسے دیکھتا رہا کچھ وقت کے بعد حضرت ابو محمدؑ نے فرمایا۔

”اُٹھو اور دیکھو کہ گھر میں کون ہے“

جب میں نے گھر میں دیکھا تو مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔[1]

---

[1] ایضاً

شجرۃ الذھب

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰؐ کے واسطے
یارسول اللہ کرم آلِ عبا کے واسطے

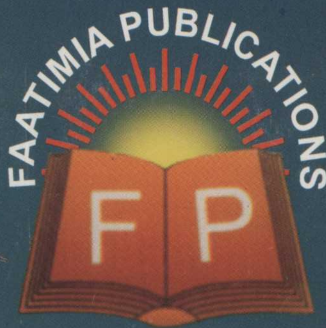
دین کی ایمان کی خیر اھلِ دین ایمان کی
یاالٰہی انبیاء و اولیاء کے واسطے

اور طفیل اھلبیتؑ پاک اولادِ رسولؐ
اہل ادب و عشق اصحاب ھدٰی کے واسطے

نور سے جاری لطائف ہوں طفیل مصطفیٰؐ
مشکلیں حل کر علیؑ مشکل کشاء کے واسطے

حسنؑ، حسینؑ و عابدؑ کے طفیل
باقرؑ، جعفرؑ، کاظمؑ و علی رضاؑ کے واسطے

امام تقیؑ، علی نقیؑ و حسن عسکریؑ کا واسطہ
رحم فرما امام مہدیؑ مُقتدا کے واسطے



فاطمیہ پبلیکیشنز

